THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday, July 31, 2012
(84th Session)
Volume VIII No.03
(Nos.)

CONTENTS

Pages

1. Recitation from the Holy Quran …………………… 1
2. Leave of Absence …………………………………..
3. Further Discussion on the Presidential Address….…
4. Motion:
   - Law and Order situation in Balochistan…….
5. Points of Order:
   - Voters' List published by the Election Commission of Pakistan……………………

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume VIII No.03 SP.VIII(03)/2012 15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, July 31, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at fourteen minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Syed Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ۭ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا
يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ۭ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ
شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰي مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ
يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٧﴾

ترجمہ: پوچھو کہ بھلا تمہارے شریکوں میں کون ایسا ہے کہ حق کا رستہ دکھائے۔ کہہ دو کہ اللہ ہی حق کا رستہ دکھاتا ہے۔ بھلا جو حق کا رستہ دکھائے وہ اس قابل ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ کہ جب تک کوئی اسے رستہ نہ بتائے رستہ نہ پائے۔ تو تم کو کیا ہوا ہے کیسا انصاف کرتے ہو؟ اور اُن میں کے اکثر صرف ظن کی پیروی کرتے ہیں۔ اور کچھ شک نہیں کہ ظن حق کے مقابلے میں کچھ بھی کارآمد نہیں ہو سکتا۔ بے شک اللہ تمہارے (سب) اعمال سے واقف ہے۔ اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اس کو اپنی طرف سے بنا لائے۔ ہاں (ہاں یہ اللہ کا کلام ہے) جو (کتابیں) اِس سے پہلے (کی) ہیں اُن کی تصدیق کرتا ہے اور انہی کتابوں کی (اِس میں) تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں (کہ) یہ رب العالمین کی طرف سے (نازل ہوا) ہے۔

(سورہ یونس آیات 35تا37)

Mr. Chairman: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Leave applications.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: جناب روزی خان کاکڑ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب باز محمد خان نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب سعید غنی صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 83ویں اجلاس کے دوران مورخہ 12 اور 13 جولائی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ نسرین جلیل صاحبہ نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 13 جولائی تا 03 اگست ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

(Continue .....T/2)

Mr. Chairman: Now we may resume discussion on President's address. I have got the list. زاہد خان صاحب! آپ recall کریں گے کہ کل Leader of the House and Leader of the Opposition سے بھی بات ہوئی تھی کہ آخر میں half an hour Points of Order کے لیے رکھ لیتے ہیں otherwise ہم Order of the Day پر آگے چل نہیں سکتے اور کام نہیں ہو سکتا۔ میری عرض ہے، Presidential address کے بارے میں آپ میری بات سن لیں۔ آپ اس میں بہت سارے issues پر بات کر سکتے ہیں۔ زاہد خان صاحب! اے این پی کی جانب سے اس میں آپ کا نام ہے۔ اگر آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں تو میں floor آپ کو دے دیتا ہوں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: Presidents speech میں اور اس وقت جو scenario چل رہا ہے میرے خیال میں Leader of the House and Leader of the opposition جب آپس میں بات کرتے تو کم ازکم اپوزیشن لیڈر اپنے لوگوں سے اور Leader of the House ہم سے مشورہ کرتے کیونکہ اس وقت جو لوڈ شیڈنگ کی صورت حال چل رہی ہے اس میں، میں صدر صاحب کی تعریف تو نہیں کروں گا۔

جناب چیئرمین: Rules میں بھی تو zero hour کی provision ہے اور rules اسی لیے amend کئے گئے تھے کہ آپ سب اس میں اپنے اپنے points of order لے لیں۔ ابھی ہم business کو لے لیتے ہیں۔ اگر آپ presidential address پر خطاب کرنا چاہتے ہیں تو I give the floor to you.

سینیٹر محمد زاہد خان: میں as protest اس پر بات نہیں کروں گا کیونکہ اس وقت عوام------

Mr. Chairman: Next is Farah Aqil *Sahiba.* She is not here.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! ملک میں بجلی کا مسئلہ بہت اہم ہے۔ ہم اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: حاجی عدیل صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ مسز فرح عاقل صاحبہ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ظفر علی شاہ صاحب! آپ presidential address پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جی بالکل کریں گے، جب آپ حکم کریں گے۔

Mr. Chairman: Floor is with Zafar Ali Shah.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: شکریہ، جناب چیئرمین! صدر پاکستان جناب زرداری صاحب کی 17مارچ 2012 کی تقریر جو constitution کے تابع ہے۔ Constitution پاکستان کے ہر صدر کو جہاں کچھ اور اختیار دیتا ہے، کچھ اختیار لے لیتا ہے، کچھ اختیار پر پابندی ہے اور کچھ اختیار پر discretion ہے وہاں پر یہ بھی ہے کہ صدر پاکستان کسی ایک house کو یا دونوں houses کو جب مرضی اور جہاں مرضی بلالیں جس طرح ابھی انہوں نے 27تاریخ کو اپنے ایک چہیتے کے لیے، صرف اس کے oath کے لیے پاکستان کا اپرہاؤس بلایا بغیر یہ پتا کیے، بغیر یہ سوچے سمجھے، بغیر کسی emergency کے کہ جناب رحمان ملک صاحب اگر دس دن، چاردن یا چھ دن oath نہ لیں تو کیا فرق پڑتا ہے اور اگر immediately ان کو oath دیا جائے تو پھر کیا فرق پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین! اس دن بھی ہم نے یہ point out کیا تھا کہ غالباً صدر محترم نے یہ پتا کرنے کی کوشش نہیں کی یا ان کو بتایا نہیں گیا کہ اگلا آنے والا اجلاس جو عید کے بعد آجائے گا اس وقت رحمان ملک صاحب oath لے لیں گے۔ ابھی وہ وزارت داخلہ کے ڈیسک کے سینئر ترین مشیر ہیں لیکن یہ اجلاس immediate بلایا گیا اور پھر اس حلف وفاداری والے دن کو کھینچتے کھینچتے اب ہم آگے جارہے ہیں۔ پتا نہیں عید سے آگے نکل جائیں گے یا پیچھے رہ جائیں گے، یہ مجھے نہیں پتا۔ جناب! جو میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ آئین نے جناب صدر کی اس تقریر کو آئین کے تابع کیوں کر دیا گیا ہے کہ ہر پارلیمانی سال کے آغاز میں وہ joint session of the parliament سے خطاب کرتے ہیں۔ وہ حکومتی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے تقریر نہیں کرتے، وہ جیالاازم کی فلاسفی یا جیالوں کے صدر ہونے یا ان کی پرانی پارٹی ہونے کے حوالے سے تقریر نہیں کرتے بلکہ آئین کے لحاظ سے وہ وقت کے صدر کے طور پر state کے نمائندہ ہونے کے طور پر impartial صدر کے طور پر کرتے ہیں اور کسی پارٹی کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے نہیں کرتے۔

جناب چیئرمین! صدر محترم کی تقریر اس joint session کی اور اس کے علاوہ ان کی بے شمار تقاریر پارلیمنٹ کے اندر اور باہر بھی ہوتی ہیں۔ ابھی حال ہی میں بارہ گھنٹے پہلے انہوں نے خیرپور میں جلسۂ عام سے تقریر کرتے ہوئے یہ کہا کہ ایک جیالہ بھیج دیا اور

دوسرا جیالا آگیا۔ پاکستان ایک sovereign country ہے، ایک muslim country ہے، ایک nuclear country ہے۔صدر صاحب کے صدر ہونے پر ہم کوئی اعتراض نہیں کر سکتے لیکن اگر وہ تقریر کوئی وزیر اعظم کرے، کوئی وزیر کرے یا کوئی وزیر اعلیٰ کرے تو اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا لیکن اگر ملک کا صدر جو ہمارے آئین کے لحاظ سے ہماری armed forces کے supreme commander بھی ہیں اور اگر Supreme Commander of the Armed Forces یہ تقریر کریں کہ ملک کے صدارتی محل میں جیالے بھنگڑا ڈالیں گے تو اس طرح ملک نہیں چل سکتا، اس طرح سسٹم نہیں چل سکتا، اس طرح democracy نہیں چل سکتی۔ اگر پاکستان پیپلز پارٹی کا کوئی وزیر اعظم یہ کہے کہ جناب یہاں وزیر اعظم ہاؤس میں روزانہ وزراء اور جیالوں کی meeting ہوا کرے گی تو وہ بھلے ہوتی رہیں ۔ اس پر کسی سیاسی worker یا کسی شہری کو کوئی اعتراض نہیں لیکن جناب چیئرمین! ملک کا صدر ایک symbol ہوتا ہے، ہمیں تکلیف ہوتی ہے اور ہم تو یہ کہتے ہیں کہ بھئی ہمارے بھی صدر بنو لیکن صدر صاحب کہتے ہیں کہ نہیں میں تو پاکستان کے اندر صرف ایک مخصوص گروپ کا صدر ہوں۔ جناب! اس طریقے سے بھی ملک نہیں چل سکتا، نہ پارلیمانی نظام چل سکتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ پھر لوگ جو محسوس کرتے ہیں، جو aggrieved ہوتے ہیں اور جو محسوس کر رہے ہیں کہ شاید ملک میں پارلیمانی نظام یا جمہوری نظام متزلزل ہے۔ پھر لوگ کوئی عدالتوں کا رخ کرتے ہیں، کوئی کہاں کا رخ کرتے ہیں اور کوئی کہاں کا کرتے ہیں۔ پھر عدالتوں کو آئین کے تحت وہ mandate دینا پڑتا ہے جس کا ان کو آئین نے اختیار دیا ہے۔

جناب چیئرمین! آپ کے سامنے ہے کہ عدالت کا یہ mandate بھی آیا کہ صدر پاکستان دو عہدے نہیں رکھ سکتے، ایک سیاسی عہدہ پارٹی کا اور ایک constitutional Presidential کا عہدہ لیکن ابھی چوبیس گھنٹے ہوئے ہیں کہ ہندوستان کے صدر صاحب کا انتخاب ہوا ہے۔صدر منتخب پارٹیوں کی support سے ہی ہوتے ہیں لیکن جب وہ صدر بن جاتے ہیں جس طرح آپ جناب کل Leader of the House تھے اور اپنی پارٹی کو defend کرنے کا آپ کا پورا prerogative تھا، جائز ناجائز طریقے سے بھی member of the Parliament کو defend کرنے کا، میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا prerogative ہے لیکن جناب! جب آپ Chairman of the Senate ہیں تو پھر آپ میرے چیئرمین بھی ہیں۔

جاری-----------------۲

سینیٹر سید ظفر علی شاہ جاری ہے----- لیکن جناب چیئرمین! جب آپ چیئرمین آف دی سینیٹ ہیں تو پھر میرے چیئرمین بھی ہیں۔ پھر آپ rules اور آئین کے تحت ڈنڈی نہیں مار سکتے نہ سپیکر آف دی اسمبلی اور نہ چیئرمین سینیٹ۔ اسی طرح جناب چیئرمین! صدر پاکستان ہیں۔ آج ساڑھے چار سال، پانچ سال گزر گئے ہیں اور صدر پاکستان کا جو غصہ ہے دوسری جماعتوں پر حالانکہ انہیں دوسری جماعتوں پر بھی پیار آنا چاہیے۔ اگر PPP کا وزیر اعظم یہ کہتا ہے کہ اگلی دفعہ ہم sweep کریں پورے ملک میں۔ بھلے کرتے رہیں، لوگ ان کے ساتھ ہوئے تو ضرور کریں لیکن صدر پاکستان کے منہ سے یہ بات نہیں جچتی کہ جناب فلاں صوبے کا اگر میں نہ چاہتا تو کوئی حکومت نہیں بنا سکتا تھا۔ آئندہ صوبوں میں حکومتیں میری مرضی سے بنیں گی اور تمام صوبوں میں وزیر اعلیٰ ہمارے ہوں گے۔ جناب چیئرمین! چاہیے تو یہ تھا کہ وہ 17 مارچ کی تقریر میں اپنی حکومت کی خوبیوں کی بھی ضرور تعریف کرتے۔ ہمیں اس پر کوئی شکایت نہیں تھی لیکن کم از کم ان باتوں کو بھی point out کرتے جو پچھلے چار سال سے حکومت وقت پاکستان کے ساتھ کر رہی ہے اور وہ کیا ہیں؟ جناب چیئرمین! میں چھوٹی باتوں کی طرف نہیں جاتا، میں صرف national issues کی بات کرتا ہوں۔ کیا انہوں نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ پاکستان کی حکومت وقت کی خارجہ پالیسی کیا ہے اور اس کے پچھلے چار سال کے کارنامے کیا ہیں اور اس کے ہمیں فوائد کیا ملے ہیں۔ ایک لفظ تک اس بارے میں نہیں کہا گیا ہے۔ کیا انہوں نے معاشی پالیسی کے بارے میں کوئی بات کہی۔ کیا انہوں نے قوم کو یہ بتایا اور کیا حکومت سے پوچھا کہ تمہارے پاس کوئی اتنا اہل آدمی نہیں ہے جو economics کو جانتا ہو، جو خارجہ امور کو جانتا ہو اور تمام مالیاتی امور انہیں لوگوں کے حوالے کر دیے گئے ہیں جو جنرل مشرف صاحب کی وزارت خزانہ چلاتے تھے۔ جناب چیئرمین صاحب! بڑے افسوس سے یہ کہا جاتا ہے اور جب democratic system کو نقصان پہنچتا ہے تو جناب چیئرمین! سب سے پہلے اس سسٹم کو نقصان پہنچانے کی باتیں دیدہ دانستہ یا غیر دیدہ دانستہ انہی کیمپوں سے ہوتی ہیں۔ پچھلے تین سال سے دو constitutional pillars کے درمیان جو محاذ آرائی ہو رہی ہے۔ جس میں خوش قسمتی سے یا بد قسمتی سے جناب صدر کا نام لیا جاتا ہے۔ ہم نہیں لیتے ہیں۔ ہم نے کبھی نہیں کہا کہ 248 کی کسی کو exemption ہے یا نہیں ہے۔ یہ بھی اسی کیمپ سے بات آتی ہے۔ حکمران طبقے کی طرف سے یہ بات آتی ہے کہ 248 میں ان کو exemption ہے۔ بھائی ہو گی ان کو یہ سوال کہاں اٹھا ہے؟ سوال تو یہ ہے جناب چیئرمین! کہ NRO notorious Ordinance پاکستان کی تاریخ کا، بدنام ترین، گندہ جس سے گھن آتی ہے اس Ordinance سے، اس کی promulgation کے بعد دیگر

کے ساتھ سپریم کورٹ آف پاکستان نے پارلیمنٹ کے پاس وہ قوانین اور وہ Ordinances بھیجے تھے کہ چونکہ Ordinances supremacy of the Parliament ہے اور democracy ہے لہذا یہ ان قوانین کو دیکھ لیں اور یہ قوانین اگر پارلیمنٹ سمجھتی ہے for the larger interest of the country تو ان کو پاس کریں۔ میں سمجھتا ہوں بلکہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے وہ time جو کہ constitutionally ان ordinances کا ختم ہو چکا تھا وہ lapse بھی پورا کیا اور انہوں نے بھیجا لیکن جناب چیئرمین! آفرین ہے اور میں مبارکباد دیتا ہوں آج کی اس پارلیمنٹ کو، پارلیمنٹ کی wisdom کو کہ انہوں نے تمام وہ قوانین اور Ordinances جو جنرل مشرف صاحب کے دیے ہوئے تھے، وہ Ordinances جو کہ مفاد عامہ کے خلاف تھے، وہ Ordinances جو مخصوص لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے یا مخصوص لوگوں کو نقصان دینے کے لیے بنائے گئے تھے وہ پارلیمنٹ نے touch بھی نہیں کیے اور اٹھا کر باہر پھینک دیے۔ جناب چیئرمین! ان میں سے ایک NRO جس پر مختلف لوگوں نے writs کیں، ان کے rights ہیں لیکن جس پر فیصلہ ہوا پاکستان پیپلز پارٹی کے سابقہ وفاقی وزیر جناب ڈاکٹر مبشر حسن صاحب کی writ پر سپریم کورٹ نے شنوائی کی اور فیصلہ ہوا۔ فیصلہ جناب! کے سامنے ہے کہ struck down ہوا۔ Struck down ہونے کے بعد، ممکن ہے شاید آپ کہتے ہوں کہ میں مخالفت برائے مخالفت کی وجہ سے یا کوئی ملمع سازی کرنے کی وجہ سے کر رہا ہوں۔ خدارا! یہ بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: Conclude کریں۔ You have consumed the time.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جمعے کا وقت ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین: گزارش یہ ہے کہ یہ principally decided تھا کہ every speaker will get 10 minutes and the Parliamentary Leaders would get 15 minutes. When you decide certain things in the Business Advisory Committee we must follow those things. The point is this that you have consumed 10 minutes. This is my request to you that let's follow the decision.

ہم جو decisions لیتے ہیں we should follow all those. چلیے دو منٹ میں ختم کریں۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: میں conclude کر رہا ہوں۔ گلی گلی اور محلے محلے یہ بات چل رہی ہے۔ پوری دنیا میں بات چل رہی ہے۔ جناب چیئرمین! میں حلفاً کہہ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ جو فرما رہے ہیں۔ آپ نے اپنا point of view دیا لیکن جب ہم کسی چیز کے بارے میں ایک جگہ بیٹھ کر طے کر لیں۔ پھر اس کو ہمیں adopt بھی کرنا چاہیے اور اس کو follow بھی کرنا چاہیے۔ اگر Business Advisory Committee میں یہ طے ہو جاتا ہے کہ آدھا گھنٹہ دے دو تو

I don't have any objection to it but this is decision taken between the Parliamentary Leaders, you know.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: باوجود ان ساری باتوں کے چیئرمین صاحب کے پاس اتنا prerogative تو ہوتا ہے کہ وہ کسی کو آدھا گھنٹہ دے دیں۔ میں conclude کر رہا ہوں اور میں جو بات کرنا چاہتا ہوں کیونکہ پوری دنیا میں اب یہ debate ہو رہی ہے کہ پاکستان ایک ایسا ملک ہے کہ جہاں پر پارلیمانی نظام بھی ہے، democratic system بھی ہے اور دو بڑے اداروں کے درمیان اور جس کی تمام تر ذمہ داری میرے نقطہ نگاہ کے مطابق ممکن ہے کہ میں غلط ہوں وہ انتظامیہ پر اور وفاقی حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ اسی ضد کی وجہ سے حکومت لوگوں کے مسائل کی طرف توجہ نہیں دے سکی۔ لوگوں کی بجلیاں نہیں جلا سکی، لوگوں کے چولہے نہیں جلا سکے، لوگوں کو روزگار نہیں دے سکے، لوگوں کو آٹا اور چینی نہیں دے سکے، صرف یہی بات چلتی رہی کہ ہمارا وزیراعظم نہیں جائے گا۔ اچھا جی نہ جائے لیکن اگر Constitution میں بھیجنا ہو تو Constitution تو اٹھا کر بھیج دیتا ہے۔ وہ تو گھر چھوڑ آتا ہے۔ Constitution کے بغیر نہ حکومتیں چلتی ہیں اور نہ عدالتیں چلتی ہیں اور نہ پارلیمنٹ چلتی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں جناب چیئرمین! ابھی تک وہ بات ختم نہیں ہوئی۔ اس بات کو ختم ہونا چاہیے اور وہ بات صرف جو political desk ہے، جو سیاستدانوں کا ونگ ہے، یہ جو حکومت کرنے کا ونگ ہے، خدارا! اگر آپ نے آج آئین کی دھجیاں اڑانی شروع کیں اور آئین کی خلاف ورزی شروع کی، آئین کو تسلیم نہ کیا، آئین کی interpretation آپ نے اپنے دفتروں میں بیٹھ کر کی تو کل خدا نہ کرے کوئی ایسا طالع آزما آجائے تو جناب چیئرمین! آپ اور میں بطور سیاسی کارکن کس منہ سے اس کو یہ کہیں گے کہ آپ غیر آئینی طور پر آگئے ہیں تو وہ ہمیں کہہ سکتا ہے کہ آپ نے خود کس آئین پر عمل کیا ہے۔ شکریہ۔

(آگے ٹی 04 پر جاری ہے)

Mr. Chairman: Thank you. Now, Haji Ghulam Ali sahib, Saleh Shah sahib.

جہانگیر بدر صاحب! کیا آپ conclude کریں گے۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جی جناب! definitely, میں ہی conclude کروں گا۔

جناب چیئرمین: جی حمزہ صاحب نے درخواست کی تھی تو پھر پہلے ان کو بات کر لینے دیں پھر بعد میں آپ conclude کر لیں بدر صاحب۔ میرے پاس جو list آئی ہے، اس میں حمزہ صاحب کا نام ابھی شامل ہوا ہے۔ مجھے جو list Secretariat نے provide کی ہے اس میں اضافہ ہو سکتا ہے چنانچہ اگر کوئی اور رکن بھی بلوچستان کے مسئلے پر بولنا چاہتے ہیں تو I don't have any objection to it. جی حمزہ صاحب۔

سینیٹر حمزہ: جناب چیئرمین! سید ظفر علی شاہ صاحب جو فرما رہے تھے میں اس کو دہرانا تو نہیں چاہتا لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو آج ہم صدر مملکت کے خطاب پر گفتگو کر رہے ہیں، وہ بذات خود اس ملک کے لیے ایک مسئلہ بن گئے ہیں۔ کوئی جمہوری ملک، کوئی آزاد ملک، کوئی باغیرت ملک، وہ ملک جہاں اخلاقی قدریں ہوں، صدر کے خلاف جس قسم کے الزامات لگے ہیں وہ اس بہانے سے یا کسی قانون کا یہ سہارا نہیں لیتے کہ مجھے استثناء حاصل ہے بلکہ ساری قوم، ساری دنیا جانتی ہے کہ وہ اثاثے جن کا ذکر سپریم کورٹ میں آتا رہا ہے وہ وہاں موجود ہیں۔ میں آپ کے ذریعے جناب صدر مملکت کو اور پیپلز پارٹی کو یہ challenge کرتا ہوں کہ وہ باہر جا کر پبلک میں آئیں اور بتائیں کہ صدر مملکت کے وہاں اثاثے نہیں ہیں۔ اگر وہاں اثاثے ہیں اور ایک سپریم کورٹ، جو اس ملک کی سب سے زیادہ قابل احترام عدالت ہے اور جس نے اس پاکستان میں اداروں کی عزت و وقار میں بہت بڑا اضافہ کیا ہے، بہت بڑے کردار کا ثبوت دیا ہے، اگر ان کا کوئی فیصلہ ہو تو صدر مملکت کو اس کو ماننا چاہیے۔ یہ عجیب بات ہے کہ سپریم کورٹ کے فیصلے پر ایک وزیراعظم کو گھر بھیج دیا گیا اور دوسرے وزیراعظم پر بھی یہ پابندی ہے کہ وہ بھی سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق سوئٹزرلینڈ حکومت کو صدر کے اثاثوں کے بارے میں چٹھی لکھے۔ یعنی ہم تو ساری دنیا میں تماشا بن گئے ہیں۔ پاکستان کی اس سے بڑی کیا بدنامی ہو سکتی ہے۔ آج جس اجلاس میں ہم گفتگو کر رہے ہیں، اجلاس بلایا گیا تھا جناب رحمٰن ملک کے حلف اٹھانے کے لیے۔ جیسا کہ پہلے بھی کہا جا چکا ہے، وہ اگر حلف نہ بھی اٹھاتے تو اس کے باوجود وہ صدر مملکت کے مشیر تھے، اگر وزیر نہیں تو مشیر تو تھے نا اور وہ وزیر کے ہی فرائض انجام دے رہے تھے لیکن ان کو قطعاً پرواہ نہیں

کہ پاکستان معاشی طور پر دیوالیہ ہو چکا ہے۔ ہماری معاشی حالت اتنی خراب ہے کہ ہم اپنی آمدنی سے اپنے اخراجات پورے نہیں کرتے بلکہ جب سے یہ حکومت برسر اقتدار آئی ہے، جتنا خسارہ ہوتا ہے، جتنے deficits ہوتے ہیں ان کو نوٹ چھاپ چھاپ کر ہم پورا کرتے ہیں۔ اربوں روپے ہم چھاپتے ہیں، روپے کی قیمت دن بہ دن گر رہی ہے اور اس سے ملک کی معیشت تباہ ہو رہی ہے یا ہم غیر ممالک سے اب قرضہ لیتے ہیں اور آج آپ کو اس بات کا علم ہے کہ قرضہ لینے کی وجہ سے معاشی ہی نہیں بلکہ سیاسی طور پر بھی ہم امریکہ کے غلام ہو گئے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہماری حالات یہ ہے کہ رحمٰن ملک صاحب تو ہمارے وزیر بن گئے لیکن امن عامہ کی حالت کیا ہے۔ پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی میں target killing کا سلسلہ جاری ہے۔ روزانہ یا جب بھی اخبار اٹھاتے ہیں یا ٹی وی دیکھتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ پانچ، چھ، سات انسان لقمہ اجل ہو چکے ہیں اور آج تک جو سینکڑوں لوگ مرے ہیں یا لقمہ اجل ہوئے ہیں target killing میں، ان میں سے بہت کم لوگوں کو، برائے نام لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے لیکن ان کو سزا دینے کا کوئی اہتمام نہیں ہے۔

کراچی کی حالت اور بلوچستان کے بارے میں تو امریکی یہ کہتے ہیں کہ بلوچستان میں حکومت نام کی شے کوئی نہیں ہے۔ ہم دنیا میں بدنام ہو رہے ہیں اور حالت یہ ہے کہ کوئٹہ کے لوگوں کو گاڑیوں میں سے اتار اتار کر گولیاں ماری گئیں، کچھ کو اغوا کر لیا گیا، ابھی ایک ڈاکٹر کو مستونگ سے اغوا کیا گیا، آج خبر آئی ہے کہ کافی دنوں کے بعد اب اس کو رہائی ملی ہے۔ خدا معلوم وہ رہائی تاوان ادا کرنے سے ملی ہے یا حکومت کی کوششوں سے ملی ہے۔ یعنی بلوچستان میں کوئی شخص محفوظ نہیں ہے۔ ہمارے ایک معزز رکن یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، پچھلے دنوں ان کے دو بھتیجوں کو کوئٹہ شہر میں قتل کر دیا گیا۔ موجودہ حکومت نے بلوچستان کے حالات بہتر بنانے کے لیے باقاعدہ package دیے، ان کو باقاعدہ مرعات دی گئیں اور ان کے مسائل حل کرنے کے لیے کوششیں کی گئیں لیکن جتنی بھی کوششیں کی گئیں تمام اکارت، بے کار گئیں۔ پھر محض یہی نہیں، ہماری حالت یہ ہے کہ ہماری پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قرارداد پاس کی، دفاعی کمیٹی نے بھی قرارداد پاس کی اور فیصلہ کیا اور یہ فیصلہ ساری قوم کا فیصلہ تھا، ساری سیاسی پارٹیوں کا فیصلہ تھا کہ ڈرون حملے بند کیے جائیں لیکن آج ہماری حالت یہ ہے کہ امریکہ ڈرون حملے بند نہیں کرتا، وہ پاکستانیوں کی زندگی کو کوئی اہمت نہیں دیتا، وہ انسانوں کی زندگی کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ اوباما کی حالت یہ ہے کہ وہاں ایک جنونی نے بارہ افراد کو قتل کیا، 58 کو زخمی کیا تو سارے امریکہ میں سوگ منایا گیا اور اوباما خود اس جگہ گیا اور اس نے وہاں جا کر لوگوں سے تعزیت کی لیکن میں اوباما سے کیا پوچھوں، میں صدر سے پوچھتا ہوں کہ یہ ڈرون حملوں سے جو سینکڑوں لوگ شہید ہوئے ہیں، اس کا ذمہ دار کون ہے۔ پاکستان کی آزادی کہاں ہے۔ ہمارے حقوق کی حفاظت کون کرے گا؟ آپ نے اس پر کیا

action لیا؟ محض یہاں آکر ایک تقریر کر دینا یا بیان دے دینا تو کافی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر پاکستان کی بدنامی اور کیا ہو سکتی ہے، پاکستان کی ریاست کا جو وجود ہے، وہ برائے نام ہے اور ہم تمام دنیا میں ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔

آج معیشت کی حالت یہ ہے کہ ایک ڈالر کی قیمت 95, 96 روپے ہے۔ ڈالر کی قیمت دن بہ دن نیچے جا رہی ہے لیکن ہم اپنے اللے تللے کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ ہم معیشت کو بہتر بنانے کے لیے کوئی اقدامات نہیں کر رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ حالت یہ ہے کہ ہمارے ساتھ یہ خیبر پختونخوا میں بھی خود کش حملے جاری ہیں۔ ہمارے افغانستان کے ساتھ تعلقات میں کوئی بہتری نہیں آئی۔ افغانستان کی طرف سے بھی پاکستان کی سرزمین پر حملے ہوتے ہیں اور اس میں بھی پاکستان بری طرح ناکام ہوا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم افغانستان کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھیں لیکن دوستانہ تعلقات ایسے نہیں ہونے چاہییں کہ وہ جب چاہیں ہمارے علاقے پر حملہ کر کے ہمارے لوگوں کو ماریں یا ان کو قتل کریں۔

جناب چیئرمین! حالات یہ ہیں کہ ہمارے جو 24 فوجی ہلاک ہوئے تھے امریکی حملے میں، ہم نے اس کے نتیجے میں نیٹو سپلائی کو بند کیا، احتجاجاً بند کیا لیکن امریکہ کی حالت یہ ہے کہ وہ پاکستانی قوم سے معافی مانگنے کے لیے تیار نہیں تھا اور آج حالات یہ ہیں کہ---

(Followed by T05)

T05-31July2012 Rauf Ed/javaid 11-50/UR10

سینیٹر حمزہ: آج حالت یہ ہے کہ نیٹو کی جو سپلائی ہے اس پر ہم نے پابندی ہٹا دی ہے اور اس کو جاری کر دیا ہے اور اس کے لیے ہم کوئی راستہ اختیار کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس سے بڑھ کر پاکستان کی بدنامی کیا ہو سکتی ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ موجودہ حکومت ہر شعبہ زندگی میں، چاہے وہ معیشت ہے، وہ سیاست ہے یا اندرونی معاملات یا بیرونی معاملات ہیں ہر سطح پر بری طرح ناکام ہوئی ہے اور صدر پاکستان نے یہاں جو تقریر کی ہے وہ صرف زبانی گورکھ دھندا تھا۔ اس سے قوم کو کوئی فائدہ نہیں ہوا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ جناب صدر مملکت اور ان کی پارٹی اس قوم کو معاف کرے۔ یقینی طور پر آئندہ جب بھی انتخابات ہوں گے، آپ دیکھیں گے کہ قوم کبھی اس قسم کے لوگوں کو آئندہ ووٹوں سے نہیں نوازیں گے اور وہ برسر اقتدار نہیں آئیں گے لیکن جب تک یہ برسر اقتدار ہیں، میں صدر مملکت سے کہوں گا کہ وہ آئین اور قانون کا احترام کریں۔ اپنے رویے کو درست کریں اور لاہور ہائیکورٹ نے جو فیصلہ کیا ہے کہ جناب صدر مملکت اپنی پارٹی کے عہدیدار نہیں بن سکتے لیکن فیصلے کے باوجود اس کی خلاف ورزی بھی کرتے ہیں اور برملا اس کا اعلان بھی کرتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر

قانون شکنی کیا ہو سکتی ہے، صدر مملکت کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ قانون اور آئین کی دھجیاں اڑائیں۔ میں سمجھتا ہوں اس سے بڑھ کر اس ملک کی بد قسمتی کیا ہو سکتی ہے۔

جناب چیئر مین: حمزہ صاحب conclude کر لیں۔شکریہ۔ جناب حاصل خان بزنجو صاحب۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: میں نے صدر پاکستان کے خطاب پر نہیں کہا ہے۔ بلوچستان کے بارے میں کہا ہے۔

جناب چیئر مین: شکریہ، سعید غنی صاحب۔

سینیٹر سعید غنی: میں نے ایک وضاحت کرنی تھی۔ظفر علی شاہ صاحب اور حمزہ صاحب نے دو دفعہ کہا ہے کہ لاہور ہائیکورٹ کا فیصلہ ہے کہ صدر صاحب عہدہ چھوڑ دیں۔لاہور ہائیکورٹ کا کوئی ایسا فیصلہ نہیں ہے جس میں کہا گیا ہے کہ صدر صاحب ایک عہدہ چھوڑ دیں۔

جناب چیئر مین: تشریف رکھیں۔
سینیٹر سید ظفر علی شاہ: سعید غنی صاحب کو علم نہیں ہے۔
جناب چیئر مین: چلیں، .Let us not get into that controversy right now جی جہانگیر بدر صاحب۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر (قائد ایوان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ جناب چیئر مین! میں اس معزز ایوان کے تمام ممبران کا، تمام political parties کا، اور خصوصی طور پر اپوزیشن کے سب ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے جناب صدر کے خطاب پر بحث میں حصہ لیا اور اپنے خیالات پیش کیے۔صدر صاحب کا joint session سے پانچواں خطاب تھا اور اس پر ممبران نے، اس ہاؤس میں، اپنے خیالات پیش کرتے ہوئے ملے جلے الفاظ دونوں جانب سے استعمال کیے، صدر صاحب کے حق میں ان کے اقدامات پر، ان کی ذات کے بارے میں، بہت اچھے الفاظ بھی کہے گئے اور اپوزیشن ممبران کی جانب سے تمام سابقہ آمریتوں کی اکٹھی کی ہوئی تمام برائیاں صدر صاحب کی ذات پر پھینک دی گئیں اور political حملے کرنے کی بجائے زیادہ تر ذاتی حملے کیے گئے۔ ان کی ذات کو زیر بحث لایا گیا اور یہ ان کا حق ہے۔میں ان تمام پارٹیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ یہاں پر انہوں نے اپنا یہ حق بھی exercise کیا اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے یہاں پر پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ مل کر اٹھارھویں، انیسویں، بیسویں ترامیم اور متعدد دوسری جگہ پر consensus بھی کیا۔

جناب چیئرمین! یہاں پر تمام باتوں کا احاطہ کرنا میرے لیے ضروری نہیں ہے اور نہ ہی میں اتنی لمبی باتیں کرنا چاہتا ہوں اور نہ ہی میں جارحانہ انداز میں ایسے حملے کرنا چاہتا ہوں جن کا مقصد یہ ہو کہ اس پارلیمنٹ کو ایک میدان جنگ میں تبدیل کر دیا جائے۔ تاریخ میں تو بہت ساری چیزیں پیش کی جا سکتی ہیں لیکن آج یہاں پر صدر صاحب کے خطاب پر بحث کی جا رہی ہے تو یہ خطاب انہوں نے ایسے وقت میں کیا جب پاکستان میں آئندہ انتخابات کا سال شروع ہو چکا ہے اور پاکستان پیپلز پارٹی کی اپنی جو hierarchy ہے ان کی اپنی سینیئر قیادت نے جو فیصلہ کیا ہے۔ صدر صاحب نے اپنی تقریر میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور صدر صاحب نے اس فیصلے اور عزم کا اس فورم پر اظہار کیا ہے کہ پاکستان میں آئندہ ہونے والے انتخابات صاف اور شفاف ہوں گے اور واضح طور پر پاکستان پیپلز پارٹی کو کہا کہ اس کے نتیجے میں عوام الناس جنہیں پارٹی کے basic documents میں، پارٹی کے founder chairman شہید ذوالفقار علی بھٹو نے طاقت کا سرچشمہ قرار دیا ہے وہ جس پارٹی کو بھی اپنا mandate دیں اور لے کر آئیں تو پاکستان پیپلز پارٹی اس mandate کو دلی طور پر تسلیم کرے گی اور پاکستان کے عوام کی حالت بہتر کرنے اور ملک کی ترقی کے لیے پاکستان پیپلز پارٹی اپنی پیش قدمی اور سفر جاری رکھے گی۔

جناب چیئرمین! پاکستان پیپلز پارٹی کا یہ عزم جو ہے یہ انشاء اللہ پاکستان میں آئندہ ایک مضبوط جمہوریت کے لیے بہت بڑی پیش قدمی ہو گی۔ پاکستان پیپلز پارٹی کبھی اپنی تاریخ کو مسخ نہیں کرنا چاہے گی۔ چیئرمین صاحب! یہاں پر ایسے راہنما ہیں، ہم ان کی بھی عزت کرتے ہیں جو لوگ سردیوں میں ریشمی رضائیوں میں سوتے تھے اور گرمیوں میں ائر کنڈیشن میں رہتے تھے اور جب اس ڈیموکریسی کے لیے پاکستان پیپلز پارٹی کے لوگ قید، کوڑے اور شاہی قلعے میں زندگی گزارتے رہے اور پارٹی کی قیادت نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ پاکستان میں ڈیموکریسی کے لیے اپنی جانوں کو قربان کر دیا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی شہید بے نظیر بھٹو نے پاکستان میں political culture شروع کیا اس کا جائزہ کسی نے نہیں لیا کہ صدر مملکت نے یہاں پر شہید بے نظیر بھٹو کے سیاسی فلسفہ کی روشنی میں reconciliation کی politics کی۔ انہوں نے تمام صوبوں، تمام سیاسی پارٹیوں، تمام پریشر گروپس سب کو ساتھ لے کر چلنے کے لیے متعدد اقدامات کیے۔ ایک ایسا وقت تھا جب یوں لگتا تھا کہ جیسے پاکستان ایک اندھیرے میں گم ہو جائے گا۔ شہید محترمہ کی شہادت کے بعد شاید یہ قوم پھر اس طرح united نہ ہو سکے اور سیاسی پارٹیاں ایک دوسرے کے ساتھ نہ بیٹھ سکیں کیونکہ انہوں نے یہاں پر consensus کی politics شروع کی اور آج اس ہاؤس میں کوئی بھی ایسی سیاسی پارٹی یہاں پر نہیں بیٹھی ہوئی جس نے جناب آصف علی زرداری کے ساتھ پیپلز پارٹی کی coalitions گورنمنٹ نے پیپلز پارٹی کے اقتدار میں شرکت نہیں کی ہے۔ سب جماعتوں میں

پاکستان پیپلز پارٹی نے یہ محبتیں، یہ اقتدار، share کیا اور یہ ایک political culture جو پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ شروع کیا ہے اس پر جناب آصف علی زرداری کی تعریف کرنی چاہیے۔ اس پر کہ انہوں نے وہ شروع کیا اور پھر اس consensus کو قائم رکھا اور اس پر چل رہے ہیں۔ کل بھی ان کی تقریر پر ہاؤس میں دوسری جانب سے تنقید کی گئی ہے انہوں نے وہاں پر ایک ہی بات کہی کہ مفاہمت کی politics جاری رہے گی۔ یہ بہت بڑا پیغام ہے کہ ساتھ الیکشن اور مفاہمت کی ----

آگے--یو--٦---

Azhar/Sial ur1 t06-31jul2012

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: (جاری) یہ بہت بڑا پیغام ہے کہ الیکشن اور مفاہمت کی سیاست، پاکستان کے عوام الناس کو تصادم سے بچانے کے لیے، اداروں کو تصادم سے بچانے کے لیے، ملک کو متحد رکھنے کے لیے بہت اہم ہے۔ یہاں پر کئی اطراف سے تلخیاں آ رہی ہیں۔ اگرچہ یہ اپوزیشن کا ایک حق ہے۔ اگر اپوزیشن تنقید نہ کرے تو ان کے کردار کو friendly Opposition کہا جائے گا۔ یہ ان کے اپنے حق میں بہتر نہیں ہے۔ ان کو چاہیے کہ اس سے زیادہ تلخی سے ہمارے ساتھ بات کریں لیکن ساتھ consensus بھی کرتے جائیں۔ اٹھارھویں، انیسویں، بیسویں ترمیم اور اسی طرح آگے چلتے جائیں اور آئندہ بھی جب انتخابات ہوں، پاکستان پیپلز پارٹی ایسی ہی شکل میں، کوئی بھی گورنمنٹ بنے، اس کے ساتھ اسی طرح چلنا چاہے گی۔

مجھے یاد ہے کہ شہید محترمہ کے بعد جب جناب آصف علی زرداری نے پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت سنبھالی تو اس کے بعد میاں نواز شریف صاحب سیاست میں نہیں آنا چاہتے تھے۔ وہ الیکشن کا بائیکاٹ کر چکے تھے۔ اس وقت اس polarization کو کم کرتے ہوئے اس نئے سیاسی کلچر کی بنیاد پر جو آگے بڑھے، اس پر زرداری صاحب کی سب سے زیادہ محبتیں جو بطور observations میرے دیکھنے میں آئیں، وہ میاں نواز شریف کے ساتھ تھیں۔ اس کے بعد دوسری سیاسی پارٹیاں جب پارلیمنٹ میں آئیں تو ان کے ساتھ بھی محبتوں کا آغاز کیا۔ انتخابات سے پہلے ان کی قیادتوں سے ایک گفتگو کی تاکہ پاکستان میں ایک انتظامی اتحاد قائم ہو اور مختلف صوبوں یا عوام الناس کے درمیان ہونے والے تصادم کو روکا جائے۔ چنانچہ میاں صاحب کو دعوت دی گئی۔ ان سے درخواست کی گئی کہ آپ آئندہ انتخابات میں حصہ لیں۔ ہم ان کی پارٹی کے مشکور ہیں کہ صدر زرداری صاحب کی یہ درخواست میاں صاحب نے قبول کی اور اس طرح وہ انتخابات میں آئے۔ ہم اکٹھے آئے ہیں۔ ہم نے اکٹھی گورنمنٹ بھی بنائی ہے۔ ہم نے coalition government بنائی اور اس طرف

اس سے آگے بڑھے۔ مجھے وہ بات بھی یاد ہے کہ زرداری صاحب کو جب بھی میاں صاحب دعوت دیتے تھے تو زرداری صاحب بڑی خوشی سے ان کے گھر جاتے تھے۔ میں بھی کئی مرتبہ ان کے ساتھ تھا۔ ایک موقعے پر، ابھی پاکستان کے صدارتی انتخابات نہیں ہوئے تھے، جناب آصف زرداری صاحب نے میاں صاحب کو یہ دعوت دی کہ آئیں، آکر ملک کے صدر بن جائیں تا کہ اس نئے کلچر میں سب مل جل کر چلیں۔ میں یہاں یہ کہتا چلوں کہ پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا بڑا تجربہ اور پہلی بڑی coalition بنی ہے جو جناب آصف علی زرداری صاحب نے بنائی ہے۔ اس سے پہلے اس طرح کا رواج پاکستان میں بہت کم دیکھنے میں آیا ہے۔ اس طرح انہوں نے ان کو کہا کہ آپ صدر بن جائیں۔ میاں صاحب نے اس پر ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ وہ صدر کو آئندہ اتنا طاقتور نہیں دیکھ رہے لہذا انہوں نے اس پیشکش کو قبول نہیں کیا۔ میں یہاں پیشکش کی بات نہیں کرنا چاہتا۔ میں جناب آصف علی زرداری صاحب کے ذہن کی عکاسی کر رہا ہوں کہ وہ پاکستان پیپلز پارٹی کی politics کی طرح ایک flexible شخصیت ہیں۔ وہ ضد کے مسافر نہیں ہیں۔ میاں رضا ربانی یہاں نہیں بیٹھے، میاں رضا ربانی نے ان سے کبھی نہیں پوچھا کہ آپ کی کون سی power واپس لینی ہے اور کون سی نہیں لینی یا وہ کوئی discussion کرتے۔ دوسروں کے ساتھ، پارٹیوں کے ساتھ بات چیت کرتے، کچھ check and balance کے ذریعے، صدر کی، جو ملک کے عوام کے نمائندے ہیں، طاقتیں قائم رکھی جاتیں، وہ ملک کی سب سے بڑی پارٹی کے شریک چیئرمین ہیں، تو اپوزیشن نے جو کہا، صدر صاحب اپنے تمام اختیارات پارلیمنٹ کو سونپ دیے۔ اس سے زیادہ کسی ملک کی مثال بتائیں جس میں کسی democratically elected President نے اپنے اختیارات پارلیمنٹ کو واپس دے دیے ہوں۔ یہ بہت بڑے اقدامات کیے گئے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں نے بھی اپنا ٹائم ان کو دے دیا۔

جناب چیئرمین: چلیں.let him conclude now

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے زیادہ ٹائم لے لیا ہے۔ میں wind up کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شہرداری کا تو خیال رکھا جاتا ہے۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: میں نے تو زیادہ باتیں کی نہیں۔ میں تو یہ بھی کہنا چاہ رہا تھا۔ یہاں پر صدر کے عہدے اور پارٹی لیڈرشپ کے بارے میں کہا گیا۔ دنیا کی متعدد جمہوریتوں میں پارٹی لیڈر جب حکومتی عہدوں پر جاتے ہیں تو ان کے عہدے ان کے ساتھ

چلتے رہتے ہیں۔ کئی ملکوں میں ابھی بھی ایسا ہے لیکن یہاں پر یہ ہوا کہ جب ۱۹۸۵ء کے انتخابات ہوئے، جنرل ضیاء اس وقت یہاں پر حکمران تھا۔ اس وقت غیر جماعتی الیکشن ہوئے تھے۔ پھر جونیجو صاحب نے پارلیمنٹ میں آکر اپنی ایک مسلم لیگ قائم کر لی۔ مسلم لیگیں بھی ماشاء اللہ قائداعظم کے وقت سے تقسیم ہوتی چلی آئی ہیں۔ پہلی دفعہ اس وقت ۱۹۲۶ میں تقسیم ہوئی تھی۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: آپ نے تو کہا تھا کہ میں کوئی contradictory بات نہیں کروں گا۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: میں تو history کی بات کر رہا ہوں۔ پیپلز پارٹی بھی کئی دفعہ تقسیم ہوئی ہے۔ اس میں سے کئی پیپلز پارٹیاں بنی ہیں۔ جتوئی نے بنائی، کھر نے بنائی، یہاں پر شیرپاؤ کی بھی ہے۔ اس طرح مولانا کوثر نیازی نے بنائی۔ حنیف رامے نے بنائی۔ تاج لنگاہ نے ایک بنالی۔ یہ تو یہاں پر کوئی ایسی برائی نہیں ہے۔ سبق حاصل کرنے کے لیے تاریخ بیان کی جاتی ہے۔ جب جناب جونیجو نے یہ بنائی تو تیس دسمبر ۱۹۸۵ this is from the history جنرل ضیاء نے مارشل لاء اٹھا لیا اور خود وردی پہنے رکھی اور صدر بھی بن گیا۔ لوگوں نے یہ قبول بھی کیا۔ لوگ وزیر بھی بنے۔ میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا۔ میں کسی پر الزام نہیں لگانا چاہتا۔ میں صرف بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس جو تیر گی ہے، یہ لوگوں کے حسن میں رہی ہے۔ میں یہ بات بتانا چاہتا ہوں۔ اس لیے جب ہم یہاں پر بات چیت کرنے کے لیے تیار ہیں، جب ہمارا رویہ لچکدار ہے تو بیٹھ کر ہمیں کہیں کہ اگر یہ سارے اختیارات چھوڑے جا سکتے ہیں تو کئی چیزوں پر ملک کی سیاست کے لیے گفتگو بھی کی جا سکتی ہے لیکن اگر کوئی کہے کہ جو میں کہتا ہوں، وہ مانا جائے تو کیا پھر یہ سیاست ہے۔ سیاست، یہ thoughts اور خواہشات کا عمل نہیں ہے۔ سیاست میں یہاں پر ایک consensus discussion جب چاہیں ہو سکتی ہے۔ میرے دوست، میرے بھائی Leader of the Opposition نہیں چاہتے کہ میں زیادہ دل جلانے والی باتیں کروں جو لوگوں کی تاریخ سے تعلق رکھتی ہوں۔ یہ صرف ریکارڈ کے لیے بیان کر رہا ہوں۔ میرے بھائی ظفر علی شاہ نے کہا کہ صدر صاحب نے خارجہ پالیسی اور اکنامکس پر بات ہی نہیں کی۔ خارجہ پالیسی پر تو یہاں پر پوری ایک debate ہوئی ہے۔ خارجہ پالیسی یہیں بنی ہے۔ جناب چیئرمین! This is for the first time in the history of Pakistan کہ پارلیمنٹ نے کبھی یہ خارجہ پالیسی بنائی ہو۔ صدر صاحب کی تقریر کے صفحہ آٹھ اور نو پر دیکھیں۔ گیارہ points ہیں which relate to the economy of Pakistan ہو سکتا ہے کہ ہم توقعات کے مطابق رزلٹ نہ دے سکے ہوں but politics is a pragmatic science اس میں جو چیزیں آپ کے پاس ہوں گی، آپ ان کو ہی deliver کر سکتے ہیں اور pattern arrange کر سکتے ہیں۔ تب بھی پاکستان پیپلز پارٹی نے یہاں پر law and order

situation اور political unity کا چیلنج قبول کیا۔ جب ۲۰۰۸ء میں انتخابات ہو رہے تھے تو وہاں دوران انتخابات میری observation ہے کہ آٹا نہیں ملتا تھا۔ ایک تو ہوتا ہے کہ پیسوں سے مل جائے، مارکیٹ میں تھا ہی نہیں - نہ بجلی، نہ گیس، نہ آٹا۔ اب بھی صورت حال کو، جس حد تک ہے، قابو کیا گیا ہے۔ بجلی میں بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ آٹا بھی وافر ہے۔ ٹھیک ہے، مہنگائی international inflation کی وجہ سے ہے۔ اس پر کنٹرول کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ (جاری)

T07-31JUL12 ZAFAR/Ed.Rauf UR6 1210 PM

جہانگیر بدر۔۔۔اس کو control کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اسحاق ڈار صاحب کی جو تجاویز ہیں، ان پر بھی غور کیا جائے گا، ان سے interact بھی کیا جائے گا، Standing Committee بھی موجود ہے۔ جناب چیئرمین! اس طرح ہم چاہیں گے کہ صدر صاحب نے یہاں پر جو consensus کی بات کی ہے، عوام الناس کی unity پاکستان کی sovereignty اور خود مختاری کے سلسلے میں جو اقدامات لیے ہیں اور جن کی ضرورت ہے، اس پر تاریخ کا یہ سفر جاری رہے گا۔ I assure this House, I assure you Mr. Chairman that Pakistan Peoples Party عوام الناس کو مایوس نہیں کرے گی۔ Pakistan Peoples Party نے نامساعد حالات کے باوجود جس طرح سے terrorism پر قابو پایا، سوات کے IDPs کو بحال کیا، اس طرح Pakistan Peoples Party ایک چومکھی جنگ میں بڑا role ادا کرتی چلی آ رہی ہے۔ اپنی قیادتوں کی پیروی کرتے ہوئے Pakistan Peoples Party پاکستان میں عوام کی آخری فتح تک کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔ انشاء اللہ عوام الناس اور دوسری سیاسی پارٹیوں کے ساتھ بھی باہمی مشاورت کا عمل جاری رہے گا اور آئندہ شفاف election کے لیے مل جل کر کام کرنے کی کوشش کریں گے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

جناب چیئرمین: جہانگیر بدر صاحب۔

Senator Muhammad Jehangir Bader: Mr. Chairman, I beg to move that under rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 2012,

the requirements of the rules 25, 26, 29, 30 and 133 of the said rules be dispensed with in order to move the motion.

Mr. Chairman: It has been moved that under rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 2012, the requirements of the rules 25, 26, 29, 30 and 133 of the said rules be dispensed with in order to move the motion.

(The motion was carried)

Senator Muhammad Jehangir Bader: Mr. Chairman, the House may discuss the prevailing law and order situation in Balochistan province.

Mr. Chairman: Leader of the House has moved this motion to take up the prevailing law and order situation in Balochistan.

اس پر جو ممبران بات کرنا چاہتے ہیں they can give their names and it was decided earlier that there will be 10 minutes for the members and 15 minutes for the Parliamentary Leaders. اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں صرف record کی درستگی کے لیے کچھ چیزیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو یاد ہوگا جو طے ہوا تھا، یہ proceedings میں بھی موجود ہے کہ ہم دو دن منگل، بدھ کو صدارتی خطاب پر اور جمعرات، جمعہ بلوچستان پر بحث کریں گے۔ آج ایسا ماحول تھا اور شاید speakers بھی interested نہیں تھے اور مجھے سیکریٹری صاحب نے پیغام دیا تھا کہ ہم اس کو آج ہی wind up کر رہے ہیں۔ جب حمزہ صاحب تقریر کر رہے تھے، میرا خیال ہے کہ بڑی planned conspiracy تھی کہ کچھ MNA حضرات وہاں لابی سے مجھے بلا رہے تھے، میں نے State Bank کی book "Economy" منگوائی اور میں Economy, Law and Order, Security issues and NATO پر صدر صاحب کو quote کر کے کچھ چیزیں عرض کرنا چاہتا تھا۔ میرے پاس یہ notes ہیں اور میں record پر latest position and facts رکھنا چاہتا تھا۔ It might have taken 45 minutes or one hour جو میرا right ہے۔ وہ مجھے وہاں سے اشارے کر رہے تھے، کلثوم بی بی

میرے پاس آئیں، یہ بھی اس میں شامل ہیں، انہوں کہا کہ وہ آپ کو اشارے کر رہے ہیں اور آپ جا نہیں رہے۔ میں نے دیکھا ہی نہیں تھا، میں چلا گیا۔ میں ان کی بات سن کر جونہی واپس آیا تو بدر صاحب نے floor لے لیا تھا اور میرے لیے بڑا embarrassing تھا۔ میں نے سیکریٹری صاحب کو کہا کہ میں کیا کروں۔ میں صرف یہ record پر رکھنا چاہتا ہوں، I will avail some opportunity to just update the House, the both sides...

جناب چیئرمین: ڈار صاحب، کبھی کبھی بندہ boundary پر بھی catch out ہو جاتا ہے۔ Probably the same thing happed with you.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں boundary پر catch نہیں ہوا، مجھے گگلی کرائی گئی ہے۔ پوری طرح سے plan کر کے ادھر سے MNAs کو بھجوا دیا، وہاں ہمارے former Law Minister *Sahib* بھی آ گئے۔ جب میں یہاں اندر آیا تو Bader *Sahib* had taken the floor.

جناب چیئرمین: ڈار صاحب، بات یہ ہے کہ this is law and order situation, if you want to give certain references, you may give it.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں صرف record پر رکھنا چاہتا ہوں کہ I intended to speak, I wanted to just bring the factual position as of today comparing March. اب میرے پاس ایک چھوٹا سا point of order ہے۔ جناب! برما میں ہمارے مسلمان بہن، بھائی اور بچوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ اس وقت ہماری وزارت خارجہ foreign policy کے حوالے سے کیا اقدامات کر رہی ہے۔ ایک مسلمان ملک ہونے کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری ہے اور ہم ہمیشہ ایسے مواقع پر اپنا کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ اس وقت OIC کیا کر رہی ہے؟ میری ساتھیوں سے بات ہوئی ہے، اس کے دو طریقے ہیں کہ Opposition اپنی resolution لائے یا ایک consensus resolution ہونی چاہیے۔ اگر وزارت خارجہ کل اپنا ایک brief بھیج دے، ان کا کوئی وزیر آجائے یا Leader of the House ہمیں بتا دیں کہ پاکستان اس issue پر یہ اقدامات کر رہا ہے۔ جیسے ماضی میں ہوتا ہے کہ Foreign Affairs سے ایک draft resolution آجائے اور ہم اس کو amend کر کے consensus سے پیش کر دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارا فرض ہے۔ وہاں مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ عمل نفرت کے قابل ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہونے کے

حوالے یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ کم از کم ہم اپنی آواز اٹھائیں اور OIC Ministry of Foreign Affairs تک پہنچے، ان کو کہے کہ آپ action لیں۔ ہم United Nations سے بھی demand کریں۔ آپ اجازت دیں تا کہ یہ کل تک Foreign Affairs سے رابطہ کر سکیں اور ہمیں پتا چل جائے کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور ساتھ ہی ان کی طرف سے ایک draft آجائے جس کو ہم خود amend کریں گے یا ہم بنا کر دے دیں، جیسے آپ فیصلہ کریں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you Dar *Sahib*, it is an important issue.

(Interruption)

جناب چیئرمین: آپ اس پر ضرور بات کر لیں لیکن ابھی resolution کی بات ہو رہی تھی۔ مولانا غفور حیدری صاحب۔

سینیٹر عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! ایک عرصے سے برما میں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ بد قسمتی سے مسلم ممالک نے بھی کوئی احتجاج نہیں کیا اور اس ظلم و جبر کو روکنے کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ اقوام متحدہ بہت چھوٹے چھوٹے مسائل اور معاملات میں حرکت میں آجاتی ہے اور اقدامات کرتی ہے۔ میرے خیال میں مسلمانوں پر ظلم و جبر کے حوالے سے وہ اندھی ہو گئی ہے اور انہوں نے اس حوالے سے کوئی اقدام نہیں اٹھایا اور نہ اس ظلم کو روکنے کے لیے کچھ کیا ہے۔ ایسے معاملات میں مسلمان ہمیشہ پاکستان سے توقع رکھتے ہیں کہ پاکستان ایک بڑا اسلامی ملک ہے اور جہاں بھی مسلمانوں کے ساتھ زیادتی ہو، پاکستان اس حوالے سے آگے بڑھ کر قدم اٹھاتا ہے لیکن اب یہاں بھی بالکل خاموشی ہے۔ برما میں مسلمانوں کی نسل کشی ہو رہی ہے۔ مرد و زن، بوڑھے، بچے سب کا قتل عام ہو رہا ہے اور اس ظلم، زیادتی کو روکنے کے لیے کہیں سے بھی کوئی اقدام نہیں کیا جا رہا۔ جناب چیئرمین! جیسے قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ ہمیں مل کر ایک زوردار مذمتی قرارداد pass کرنی چاہیے----جاری----

T08-31JUL2012---ASHFAQ/ED.ZAFAR---UR5---12.20PM

جاری----------- سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری---

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں جیسے قائد حزب اختلاف نے بھی فرمایا کہ ہم سب کو مل کر پر زور مذمتی قرارداد پیش کرنی چاہیے، ہمیں کم از کم برما کے مسلمانوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنا چاہیے۔ میری یہی چند گزارشات تھیں، میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں فوری طور پر قرارداد مذمت pass کرنی چاہیے اور اپنے مسلمان بھائیوں سے اظہار یکجہتی کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: شاہی سید صاحب! آپ اسی issue پر بات کرنا چاہتے ہیں یا آپ کا کوئی different issue ہے۔

سینیٹر شاہی سید: میں اسی پر بات کروں گا، ظاہر ہے، وہ مسلمان ہیں اور ان کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ ہمارے ملک میں روزانہ کراچی میں قتل وغارت ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: شاہی سید صاحب! مجھے اس پر کچھ عرض کرنے دیں۔ بدر صاحب! اسحق ڈار صاحب کی طرف سے جو suggestion آئی ہے کہ there should be a consensus resolution from this House آپ اس پر Foreign Office سے coordinate کر لیں اور you and Dar sahib can have a consultation and that can be brought tomorrow also, just it is suggested. جی شاہی سید صاحب! آپ برما issue پر بات کرنا چاہتے ہیں یا apart from that ہے۔

سینیٹر شاہی سید: نہیں، دوسرا issue ہے۔

جناب چیئرمین: جی کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب! میں دو باتوں کی وضاحت کروں گی۔ ہم ڈار صاحب کی دل سے عزت کرتے ہیں، یہ دوسری بات چھپا گئے ہیں جو میں نے ان سے کہی تھی، میں اصل میں ان کو افطار کی دعوت دینے گئی تھی اور میں نے دیکھا کہ ان کے colleague ان کو مسلسل اشارہ کر رہے ہیں، میں نے ان کو بتایا کہ آپ کو لوگ باہر سے اشارہ کر رہے ہیں، انہیں اشارہ کرنے میں میرا قصور نہیں ہے، میں تو اشارہ نہیں کر رہی تھی، اب اشارے کرنے والوں کو یہ منع کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے جہاں تک برما کے مسلمانوں کے قتل عام کی بات کی ہے، یہ مسلمانوں کے لیے لمحہ فکر بھی ہے اور بڑی افسوس ناک بات بھی ہے جس طرح بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس میں ہمارا بھی بہت بڑا fault ہے کیونکہ media راجیش کھنہ کے لیے دن بھر روتا رہا لیکن جہاں پر مسلمان قتل ہو رہے ہیں، مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے، اس کی بات نہیں ہوئی۔ انہوں نے بالکل صحیح بات کی ہے، میں ڈار صاحب کی resolution کی حمایت کرتی ہوں کہ Foreign Affairs کو بلایا جائے اور یہاں پر اس بات کی وضاحت مانگی جائے۔ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب حاصل خان بزنجو صاحب۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب! میرا point of order اس بات پر ہے کہ آج آپ کے order of the day پر بلوچستان پر discussion نہیں تھی، اب آپ نے open کی ہے، میری آپ سے ایک گزارش ہو گی، آپ اس کو دو دن کے لیے جاری رکھیں تا کہ اس پر تمام لوگ بول سکیں۔ خاص طور پر بلوچستان کے لوگوں نے اسحٰق ڈار سے request کی ہے اور آپ سے بھی request کی ہے کہ اس discussion کو دو دن یعنی کل اور پرسوں تک continue کریں۔ آپ اس پر discussion شروع کروائیں تو میں اس پر بات کروں گا۔

جناب چیئرمین: اب آپ اس discussion کا آغاز کرنا چاہتے ہیں؟

Senator Mir Hasil Khan Bazenjo: Sir, this is the right of the Leader of the Opposition.

Mr. Chairman: Dar *sahib*, we can have the points of order.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! میری گزارش ہے کہ میں حاصل بزنجو صاحب کی proposal کو support کرتا ہوں۔ بلوچستان پر وہاں کے دونوں sides کے speakers کو preference دیں کیونکہ ان کے پاس ground realities and facts بھی ہیں۔ ہمیں یہاں پر جو remote briefings دی جاتی ہیں، وہ تھوڑی سی biased بھی ہوتی ہیں، میرا خیال ہے کہ اس میں government کی seriousness بھی نہیں ہوتی تو آپ بلوچستان کے ارکان کو preference دیں۔ ہم نے Presidential Address سے ایک دن بچا لیا ہے لیکن ہم بلوچستان کے issue کو short کرنے کی کوشش نہ کریں، اگر آج points of order کے بعد time اجازت دیتا ہے تو آج discussion شروع کر لیں ورنہ آپ ازراہ مہربانی کل اور پرسوں دونوں دن اس بلوچستان کے issue کو دے دیں۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ جی سعید غنی صاحب۔

سینیٹر سعید غنی: جناب! ظفر علی شاہ صاحب نے اس دن جہانگیر بدر صاحب کے notification کے حوالے سے ایک issue raise کیا تھا، میں آپ کے توسط سے رہنمائی چاہوں گا، وہ اس پر ہماری مدد کر دیں کہ آئین کے Article-178 میں لکھا ہے کہ Chief Justice of Pkistan اپنے Office میں جانے سے پہلے ایک oath لیں گے اور Third Schedule میں وہ oath بھی موجود ہے، میں اس oath کو پورا نہیں پڑھوں گا لیکن اس میں ایک چیز ہے، "that I will abide by the code of conduct issued by the Supreme Judicial Council" code of conduct کا Article-4 ہے، وہ کہتا ہے کہ "a judge must decline resolutely to act in a case involving his own interest including those persons whom he regards and treats as near relatives or close friends" اس میں اور بھی چیزیں ہیں لیکن میں ان میں نہیں جاؤں گا۔ ہمارے Chief Justice صاحب نے ارسلان افتخار case کا suo moto notice لیا، میرا خیال ہے کہ وہ ان کا قریبی عزیز ہے بلکہ ان کا اکلوتا بہت ہی پیارا اور چہیتا بیٹا ہے، وہ اس case میں نہ صرف bench میں بیٹھے بلکہ Attorney General صاحب نے پہلی مرتبہ اعتراض کیا تو انہوں نے وہ اعتراض بھی نہیں مانا لیکن انہوں نے بعد میں دوسری اور تیسری hearing میں bench سے اپنے آپ کو الگ کیا۔ میرا question یہ ہے کہ انہوں نے اس bench میں بیٹھ کر اپنے oath کو violate کر دیا ہے۔ آئینی اور قانونی طور پر اس پر کیا action ہونا چاہیے، میری گزارش ہو گی کہ اس معاملے میں ہماری رہنمائی کر دیں۔

Mr. Chairman: Thank you, I don't think so, that Zafar Ali Shah represents the Chief Justice of Pakistan over here. That is a different issue. Certainly you can't have a ruling on the points of order. There can't be ruling on the point of order. Yes, Zahid Khan sahib.

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ، میں اسی پر بات کرنا چاہتا ہوں آپ نے کہا ہے کہ دونوں sides سے مل کر resolution بنائی جائے، یہ بہت اچھی بات ہے اور ہم اس قتل عام کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ برما میں مسلمانوں کا جو قتل عام ہو رہا ہے، وہ کسی صورت میں نہیں ہونا چاہیے اور سب اسلامی ممالک کو action لینا چاہیے، ہمارے وزیر خارجہ صاحب کو بھی action لینا ہے اور حکومت کو بھی action لینا چاہیے۔ ہم اس کے ساتھ، ساتھ کیوں بھول جاتے ہیں کہ ہمارے ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے، ہم اس کو کیوں

نہیں دیکھتے، باجوڑ کے بازار میں بم دھماکے ہوتے ہیں، ان میں ہمارے لوگ شہید ہوتے ہیں، یہاں پر اعلان ہوتا ہے کہ تحریک طالبان پاکستان نے دھماکا کیا ہے۔ لاہور میں ہمارے جوانوں کو مارا جاتا ہے پھر کہا جاتا ہے کہ تحریک طالبان پاکستان نے مارا ہے، بلوچستان کی صورت حال دیکھیں کہ روز لوگ شہید ہورہے ہیں، کراچی کی صورت حال دیکھیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس قرارداد میں یہ بھی شامل کر دیں جو ہمارے اپنے ملک میں ہورہا ہے، برما کے لیے قرارداد مذمت لانی ہے تو اپنے ملک کے لیے بھی لائیں۔ ان قوتوں کی مذمت کریں، ملک میں جو صورت حال ہے، ہمارا ملک تباہی کی طرف جا رہا ہے، اگر ہمارا ملک رہے گا تو ہم کسی اور کی help کر سکیں گے، کسی اور کے لیے بات کر سکیں گے، اگر ہماری اپنی حیثیت نہیں رہے گی، ہماری اپنی قوت نہیں رہے گی تو پھر ہم کسی کے لیے کیا بات کر سکیں گے۔ جناب! میری یہ تجویز ہے کہ اگر آپ نے resolution لانی ہے تو ہمارے ملک میں جو کچھ ہورہا ہے، کرم ایجنسی میں ہمارے جوانوں پر attack ہوتا ہے اور جوان شہید ہوتے ہیں، کسی کو ان کا درد نہیں ہے، ان کا کسی کو احساس نہیں ہے کہ ہمارے جوان کیوں مر رہے ہیں۔ کیا کوئی باہر سے آرہا ہے یا ہمارے اندر سے ہی لوگ یہ کام کر رہے ہیں؟ جناب! اس کو بھی اس میں شامل کرنا چاہیے، میری صرف یہی استدعا ہے کہ اگر آپ resolution لا رہے ہیں تو اپنے ملک میں جو کچھ ہورہا ہے، اس کی بھی مذمت کرنی چاہیے۔

جناب چیئرمین: زاہد خان صاحب! آپ کا شکریہ۔ یہ consultation can be between Parliamentary Leaders, یہاں پر Leader of the House and Leader of the Opposition موجود ہیں، آپ اس resolution پر ان سے consultation کر لیں، it is your own discretion کہ آپ کیا resolution لانا چاہتے ہیں، آپ ان سے consultation کر لیں۔ جناب طاہر حسین مشہدی صاحب۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جناب چیئرمین: آپ کا بہت شکریہ۔ جناب! میرا ایک چھوٹا سا point ہے۔ then I will support the resolution. میرا چھوٹا سا point یہ ہے کہ the wording is not correct of the Balochistan issue, it is not the law and order situation in Balochistan which is to be discussed. There are multiple problems being faced by the people of Balochistan. Actually what we wanted and what was the purpose of the debate, it was on the political, social and the economic condition in Balochistan. the injustice is being perpetuated on the people

of Balochistan, be they pukhtun or be they Baloch. There are lot of things which are to be discussed like foreign involvement, if any, in Balochistan, the law and order situation, the role being played by the law enforcing agencies whether legal or illegal, the judicial killings, if any, the forced disappearances which are so frequent. So, it is all encompassing discussion that this House wanted and the members requested. So, just by merely saying that the House will discuss the law and order situation in Balochistan is not correct according to my thinking. It should encompass the whole of the situation of Balochistan. I agree with the honourable Senator Hasil Bazenjo that an opportunity must be given and it should not be bulldozed in any way whatsoever. If there are two days for discussion, as decided in the Advisory Committee, then it should be for two days and an ample opportunity be given to us to prepare for a very important debate. The Balochistan issue is perhaps the most important national issue or internal issue facing the country today. We must be very serious about it and an ample opportunity be given.

Sir, Secondly I fully support the honourable Leader of the Opposition's resolution…..

Contd………………..T09

T09−31JUL2012 FURQAN[MUBASHIR] 12.30P.M. ER8

Senator Col.(R) Syed Tahir Hussain Mashhadi(Cont…..) Secondly sir, I fully support the honourable Leader of the Opposition's resolution. This massacre of Muslims in Burma by its Military. Burma is also called Myanmar. My party fully supports this initiative. We strongly condemn the genocide being committed against the Muslims in that area. It is against the United Nation resolution. It is against all norms of international behavior. It is against all norms of the fundamental human rights guaranteed by the UN Charter. It is a good proposal that the Ministry of Foreign Affairs be taken on board, brought into the loop

and once we get a draft or assistance of a draft from them, then all the parties can sit together and word it strongly.

I also suggest that His majesty, the King of Saudi Arabia has called a conference of the Muslim countries and our President Asif Ali Zardari *sahib* has been invited. He will be one of the main invitees in that conference. This matter be taken up and brought on the agenda of that conference also. Thank you very much.

جناب چیئرمین: شکریہ، مشہدی صاحب! while discussing this law and order situation, certainly جب آپ تقریر کریں گے تو you can discuss all of the reasons for it. what are the economic reasons and political reasons. Those can be discussed during your speech. This is only a motion to initiate the things to be discussed in the House. It is not a resolution. A resolution, that’s a different thing, اس کوآپ formulate کرلیں but this is only a motion to start the debate in the House. جناب ہدایت اللہ صاحب۔

سینیٹر ہدایت اللہ: شکریہ جناب چیئرمین۔ میرا point of order فاٹا سے related ہے۔ جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ پاکستان دہشتگردی کے خلاف ایک front line state ہے، اسی طرح سے ہمارا فاٹا کا area بھی اس ملک میں دہشتگردی کے خلاف ایک front line state ہے۔ اس دہشتگردی کے خلاف لڑتے ہوئے ہماری تمام سڑکیں ٹینکوں کی نظر ہو چکی ہیں، ہمارے سکولوں، پانی کی سپلائی اور ہسپتالوں کو دہشتگردوں نے بموں سے اڑا دیا ہے۔ وہاں پر یہ بنیادی ضروریات پینے کا پانی، سکول اور ہسپتال سب تباہ ہو چکے ہیں۔ اس وقت اگر ہم اپنے فاٹا کے لوگوں کے لیے کچھ نہیں کرتے تو وہاں پر دہشتگرد ان لوگوں کو اپنی طرف مائل کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہمارے لیے بجٹ میں تو پیسے رکھے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ہم نے فاٹا کے لیے 16 ارب رکھے ہیں مگر وہ ہمیں جس طریقے سے ملتے ہیں اس کے بارے میں، میں آپ کو بتاتا ہوں۔ پہلے کوارٹر کے پیسے ملتے ہیں، دوسرے کے تیسرے کوارٹر میں اور چوتھا کوارٹر جو کہ آخری کوارٹر ہوتا ہے اس میں گورنمنٹ ہمارے ساتھ ہاتھ کر جاتی ہے اور وہ ہمیں ملتے ہی نہیں ہیں۔ میں Leader of

the House سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس issue پر Minister of Finance سے ensure کرائیں کہ ہمیں پہلے کوارٹر کے پیسے on time ملیں تا کہ جو ہماری on going schemes ہیں وہ جاری رہ سکیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جہانگر بدر صاحب! فاٹا کے honourable Senators کی Finance Minister صاحب کے ساتھ meeting arrange کروا دیں۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: ٹھیک ہے جناب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ظفر علی شاہ صاحب, you are in the list آپ نے جب point of order پر بٹن دبایا تو یہاں سکرین پر آپ کا نام آرہا ہے، جونہی آپ کی باری آئی گی, I will give you the opportunity آپ اسی وقت بات کرلیں۔ جی شاہی سید صاحب۔

سینیٹر شاہی سید: آج کے اخبارات میں الیکشن کمشنر کی ایک statement ہے کہ آج ووٹر لسٹ جاری کی جائیں گی اور الیکشن پرانی حلقہ بندیوں پر ہو گا۔ ہمیں اس پر بہت دکھ اور افسوس ہے۔ یہاں پر موجودہ حکومت میں الیکشن کمیشن کے بارے میں بڑا مسئلہ تھا وہ متفقہ طور پر حل تو ہو گیا لیکن اگر الیکشن کمیشن آج یہ بیان دے رہا ہے، جبکہ پچھلے ریکارڈ میں سپریم کورٹ نے suO moto action میں کراچی کے علاقے کے بارے میں order کیا تھا کہ حلقہ بندیاں delimitation کی جائے۔ Delimitation کے بغیر ہم اس الیکشن کا کیا معنی لیں؟ کیا ابھی سے دھاندلی کا ارادہ ہے؟ کراچی کی پوری کی پوری کالونیاں غائب ہیں، کراچی میں ایسے لاکھوں ووٹر ہیں جن کے آباؤاجداد سے وہاں ووٹ ہیں لیکن ہمارے پاس اس NADRA کے ایسے بھی proof ہیں کہ جو بندہ کراچی سے الیکشن لڑ چکا ہے، ان کا ووٹ بھی وہاں پر نہیں ہے۔ ایسا بھی proof ہے کہ جو بندہ 20سال سے بلدیہ کے علاقے میں رہتا ہے،وہ وہاں پر ہمارا candidate بھی ہو گا لیکن ان کا ووٹ NADRA والوں نے کورنگی کے area میں ڈالا ہے۔ جہاں پر ہمارا کوئی واسطہ ہی نہیں ہے اور نہ وہاں ہمارا کوئی candidate ہے۔ ایسی غلط حلقہ بندیوں اور delimitation کا کیا معنی ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ الیکشن کمیشن اور NADRA والوں کو بلایا جائے اور انہیں پابند کیا جائے کہ سب سے پہلے غلطیاں دور کریں اور پھر الیکشن کی بات کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شاہی سید صاحب delimitation کا ایک قانون موجود ہے اور اس کے مطابق delimitation ہوتی ہے۔ آپ اس قانون کو دیکھ لیں اس کے مطابق جو جو forums ہیں ان پر آپ نکتہ اٹھا سکتے ہیں۔ دوسرا electoral roll کا رہا تو وہ lists آرہی ہیں۔ Electoral rolls کا بھی قانون موجود ہے، اگر اس میں کوئی غلطی ہے تو جب preliminary list آتی ہے تو you can file objections and even for that also یہ ایک continuing process ہے before a schedule is announced, one can become a voter in any electoral area, اس میں provisions موجود ہیں، آپ اس کو adopt اور follow کر سکتے ہیں۔ جی روبینہ خالد صاحبہ۔

سینیٹر روبینہ خالد: جناب چیئرمین! ابھی جو اسحاق ڈار صاحب نے برما پر بات کی، actually I wanted to raise this point of order جس دن رحمن ملک صاحب نے حلف اٹھایا لیکن unfortunately I was not given the time یا time ختم ہو چکا تھا یا جو بھی ہوا لیکن یہ کہ اسے ہم fully support کرتے ہیں اور ہمیں اسے بھرپور طریقے سے condemn کرنا چاہیے۔ وہاں جو ظلم ہو رہا ہے اگر آپ نیٹ پر وہ تصاویر دیکھیں تو انسان دو یا تین تصاویر سے آگے نہیں دیکھ سکتا، اسے دیکھ کر انسان کی روح تک کانپ اٹھتی ہے کہ وہاں جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ تقریباً وہی history دہرائی جا رہی ہے جو second world war میں Jewish کے ساتھ Germans نے کیا جو کچھ آج کل برما میں مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اس سلسلے میں ہم جتنی بھی مذمت کریں ناکافی ہے۔

جناب چیئرمین! دوسرا میں یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ ہمارے بزرگ حمزہ صاحب نے law and order situation کی بات کی اور کہا کہ ملک کے حالات بہت خراب ہیں۔ وہ ایک بات سے پردہ پوشی کر گئے اور وہ ہے دہشتگردی کی جنگ۔ مسلم لیگ (ن) کو چاہیے کہ وہ اپنا stand بتا دیں کہ کیا ہے، دہشتگردی کی جنگ میں وہ ہمارے ساتھ ہیں یا نہیں ہیں کیونکہ جہاں پر بھی دہشتگردی کے واقعات ہوتے ہیں اور ٹھیک ہے ڈرون حملے بھی قابل مذمت ہیں، اس میں بھی لوگ مارے جاتے ہیں لیکن ہمارے فوجی، ہمارے سپاہی، ہمارے بزرگ، بچے اور خواتین جن کا اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے، وہ بم دھماکوں اور suicidal attacks کے نذر ہو جاتے ہیں، اس کا یہ لوگ ذکر کیوں نہیں کرتے، کیوں سامنے آکر نہیں بتاتے کہ دہشتگردی کی جنگ میں ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ یہ اپنا موقف clear کریں یا left یا right پر ہو جائیں، ان کو please gray area سے نکل آنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں معزز سینیٹر جناب سعید غنی صاحب نے جو point of order پر بات کی تھی جس میں میرا بھی حوالہ دیا اور کہا کہ میں نے Leader of the House کے notification پر بات کی تھی۔ وہ بات میں نے یقیناً کی تھی اور اچھا ہوا کہ گورنمنٹ نے اسے حل بھی کر دیا اور ان کا notification جاری کر دیا، وہ کوئی ایسی غلط بات نہیں تھی۔ دوسری جو بات سعید صاحب نے کی ہے وہ regarding judiciary, Supreme Court of Pakistan and Judges کے بارے میں ہے۔

جناب چیئرمین! اس سلسلے میں ان جو کا سوال ہے میں اس کا جواب انہیں ہاؤس کے باہر بھی دے دوں گا اور آج چونکہ Law Minister صاحب نہیں ہیں ورنہ میں انہیں یہ کہتا کہ یہ بات Law Minister صاحب سے پوچھیں۔ جناب! اگر آپ آرٹیکل 68 ملاحظہ فرمائیں۔ (آگے جاری T10)

T10-31JUL2012.............FANI\ED.............................12.40PM.....................UR12

سینیٹر سید ظفر علی شاہ (جاری)

جناب چیئرمین! اور اگر آپ آرٹیکل ۶۸ ملاحظہ فرمائیں اور اس کے ساتھ ہی میں یہ درخواست کروں گا کہ جناب سعید غنی صاحب کے وہ الفاظ expunge کیے جائیں یہ آئین اس ہاؤس کو allowed نہیں کرتا اور یہ بہت واضح ہے کہ

"No discussion shall take place in the Parliament with respect to the conduct of any judge of the Supreme Court or of a High Court in the discharge of his duty"

جس انداز سے انہوں نے باتیں کی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس معزز ایوان کا نہ ہی تو prerogative ہے اور نہ ہی آئین اجازت دیتا ہے کہ آپ کسی جج کے conduct کے بارے میں بات کریں جو کہ انہوں نے بڑا تفصیلی discuss کیا کہ ان کو اٹھ جانا چاہیے، اٹارنی جنرل صاحب نے یہ کہا اور وہ کہا اور اب conduct کیا ہے۔ جناب چیئرمین! پارلیمنٹ کے اراکین دنیا جہاں پر debate کر سکتے ہیں لیکن جس چیز سے آئین نے منع کیا ہے اس کے پیچھے بھی کوئی فلاسفی ہے یہ نہیں کہ یہ ویسے ہی لکھ دیا گیا ہے۔ میری جناب سے درخواست ہے کہ جو سعید صاحب نے judiciary کے بارے میں الفاظ کہے تھے ان کو expunge کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! میں نے probably کل بھی آپ سے کہا تھا کہ there are certain provisions in the Constitution for the members of the Parliament Article 66 آپ دیکھ لیں، you can see Article 68 and 69 also. اس پر short orders کے ذریعے یہ بات نہیں ہے۔ آپ کا ایک point of view ہے۔

Certainly we want to hear the Law Minister on this issue also but this is a debate which is a legal and a constitutional debate.

اس کو صرف point of order پر raise کر کے

you can't come to conclusion because there are certain privileges given to the members of the Parliament. Then there are certain things given in Article 69 also. So, you have to examine all those things that the proceedings of the Parliament can be summoned and taken to the Supreme Court that is another thing which is sub-judice right now over there. What are the privileges of the members of the Parliament that is to be seen? Let's have healthy debate on it and we will come to some conclusion. Thank you.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: میں اس پر بات نہیں کر رہا جی۔

Mr. Chairman: But it would be amounting to giving a verdict right now, if I give a verdict right now then this would amount to giving a verdict.

شاہ صاحب! مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ سے دو دن پہلے بھی کہا تھا کہ Let's have a discussion, let's come up with the Article 66, 67, 68,69 that's a matter which should be taken up in the House. جی۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: آپ بجا فرما رہے ہیں لیکن میں جو بات کر رہا ہوں وہ اس سے ہی متعلق ہے۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! ۶۹ بھی بڑا واضح ہے۔ آرٹیکل ۶۶ بھی بڑا واضح ہے وہ protect کرتا ہے

you see Article 66; every member of Parliament is protected under Article 66 also. You see that.

ابھی اس کو point of order raise کر کے نہیں کیا جاسکتا۔

if you want to discuss this issue, certainly we come up with the provisions of the Rules of Procedure. Then we can have a reply from the Law Minister. This is a legal issue. At the spur of the moment it can't be decided Shah sahib.

آپ تشریف رکھیں

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: میں point of order پر بات نہیں کر رہا۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ایک معزز رکن نے judiciary کے بارے میں بات کی ہے، یہ آپ کی ڈیوٹی میں شامل ہے کہ اس کا نوٹس لیں۔

Mr. Chairman: I understand my duties Shah Sahib, please sit down. Every member should understand.

جی حاصل بزنجو صاحب۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب چیئرمین! میرا point of order نہیں ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ بلوچستان پر بحث آج شروع کریں یا نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین: جہانگیر بدر صاحب! اس پر بحث مناسب ہو تو کل شروع کردیں تو زیادہ بہتر ہے۔ آغاز کل کر لیں۔ ہم راجہ صاحب سے پوچھ لیتے ہیں یا جہانگیر بدر صاحب سے کہ بلوچستان کے مسئلے پر آج آغاز کرنا ہے یا کل کریں؟ جی جہانگیر بدر صاحب۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: فیصلہ تو یہی ہوا تھا کہ پہلے دو دن صدارتی خطاب پر بات ہو گی اور پھر اگلے دو دن بلوچستان پر بحث ہو گی۔ اب it is up to the House ویسے آپ نے ہی اس دن یہ فیصلہ کیا تھا۔ قائد حزب اختلاف نے کہا تھا کہ اگلے دو دن اس پر بحث کی جائے۔

Mr. Chairman: If you want to take up tomorrow, then we can take it up tomorrow. Ok, we take this discussion on tomorrow.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب! آپ نے ہی اس دن یہ فیصلہ کیا تھا اور Leader of the Opposition نے بھی یہ کہا تھا کہ اس issue پر کل اور پرسوں بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے بدر صاحب، بلوچستان کے مسئلے پر کل آپ آغاز کر لیں۔ جی سعید غنی صاحب۔

سینیٹر سعید غنی: میں نے آئین کے آرٹیکل کو ہی refer کیا تھا اور جس code of conduct کا تذکرہ کورٹ میں ہے۔۔۔

Mr. Chairman: Saeed Ghani Sahib, let's not get into controversy on point of order. For this, let's come up with the proper resolution or a motion so that we can have a discussion.

سینیٹر سعید غنی: ہمارے محترم ممبر نے جو کہا ہے کہ ہمیں آرٹیکل ۶۸ کے تحت منع کیا گیا ہے تو اس میں Article 239 (6) میں یہ بھی لکھا ہے کہ جو amendment ہو گی وہ challenge نہیں ہو سکتی لیکن سپریم کورٹ اس کو لے لیتا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ جی شیر الہ ملک صاحبہ۔

سینیٹر شیر الہ ملک: شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ سے رمضان کے مہینے کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ مہنگائی پر تو بہت بات ہو گئی ہے لیکن میں ملاوٹ کے حوالے سے بات کروں گی کہ آج کل جتنی بھی چیزیں فروخت ہو رہی ہیں ان میں بہت زیادہ ملاوٹ ہو رہی ہے۔ آج صبح میں ٹی وی پر دیکھ رہی تھی کہ گنے کے جوس میں آدھا پانی تھا اور آدھا جوس تھا۔ ہماری جو غریب عوام ہے اس کے پاس جو کچھ بھی بچتا ہے تو اگر وہ سب سے ارزاں گنے کا رس بھی پینا چاہیں تو وہ بھی اصلی نہیں ملتا۔ اسی طرح بیسن کے حوالے سے خبر ہے کہ اس میں آٹا ملایا جاتا ہے اور مرچوں میں ملاوٹ کی جاتی ہے۔ میں ان سب چیزوں کے حوالے سے آپ کو کہنا چاہوں گی کہ خدارا! جہاں آپ نے check and balance کے حوالے سے کچھ ادارے بنا دیئے تو کم از کم ان کی purity کے حوالے سے بھی کوئی ادارہ بنائیں جو یہ دیکھ سکے کہ عوام کو کھانے کے لیے کیا مل رہا ہے اور ہماری عوام کیا کھا رہی ہے۔ اگر یہی غذا رہی تو ان کی صحت کا کیا حال ہو گا اور ہمارے ملک کا کیا حال ہو گا۔ شکریہ

(اس موقع پر ایوان میں اذان ظہر کی آواز سنائی دی)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ راجہ ظفر الحق صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: شکریہ جناب چیئرمین! میرا ارادہ کوئی special point اٹھانے کا نہیں تھا لیکن میں نے جب ایک محترمہ رکن کی طرف سے یہ بات سنی کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کو اپنا موقف واضح کرنا چاہیے کہ وہ دہشت گردی کے بارے میں کیا پالیسی

رکھتے ہیں اور ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ شاید یہ کوئی grey area ہے کہ جس میں آیا پاکستان مسلم لیگ (ن) دہشت گردی کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کو تیار ہے یا ان کی پالیسی کیا ہے۔اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں کہ کئی سال سے پاکستان کو ایک بہت بڑا چیلنج ہے اور وہ چیلنج کوئی عام چیلنج نہیں ہے وہ پاکستان کی existence کے خلاف ایک چیلنج ہے۔

آگے جاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔T11

T11–31Jul2012 ER5/Rafaqat/Ed:Zafar Iqbal 12:50 noon

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: (جاری) وہ چیلنج کوئی عام چیلنج نہیں ہے، وہ پاکستان کی existence کے خلاف ایک چیلنج ہے۔آپ کو یاد ہوگا کہ سب سے پہلے جو دہشت گردی کے حملے کیے گئے تھے، ان میں سے پہلا حملہ میاں نواز شریف صاحب پر ہوا تھا جب وہ پرائم منسٹر تھے اور وہ ماڈل ٹاؤن لاہور سے رائیونڈ جا رہے تھے۔ جس پل سے انہوں نے گزرنا تھا، اس پل کو اڑانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ ان کا سفر تھوڑا delay ہونے کی وجہ سے وہ بچ گئے تھے۔

جب موجودہ حالات شروع ہوئے تو سب سے پہلے میاں نواز شریف صاحب نے سابقہ وزیرِاعظم یوسف رضا گیلانی صاحب کو یہ تجویز دی تھی کہ اس معاملے کو نمٹانے کے لیے، اس پر ایک national policy بنانے کے لیے، یکسوئی اختیار کرنے کے لیے، پارلیمنٹ کے اندر موجود پارٹیوں اور پارلیمنٹ کے باہر پارٹیوں کے رہنماؤں اور سربراہوں کو بلا کر اس معاملے کو solve کیا جائے۔ میں اس میں شریک تھا اور opening ہی میاں نواز شریف صاحب نے کی تھی اور انہوں نے یہ تجویز کیا تھا کہ پاکستان کے وجود کے خلاف بہت بڑا چیلنج ہے جس کو collectively meet کرنا ضروری ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم ہر اس کوشش کے ساتھ ہیں جو اس چیلنج کے خلاف حکومت کرنی چاہے یا کوئی اور ایسی بات یا تجویز پیش کرے جو اس چیلنج کا مقابلہ کرنے میں بارآور ثابت ہوسکے۔ اس میں کوئی شک یا دو رائے نہیں ہیں اور یہی مسلم لیگ کی بنیادی پالیسی ہے۔آج اگر یہ کہا گیا کہ اس کو واضح کیا جائے کہ کیا ہے اور کیا نہیں ہے تو مجھے تھوڑی سی حیرانی بھی ہوئی، وہ میرے بھائی سید ظفر علی شاہ (مرحوم) کی صاحبزادی ہیں۔ میں ان کا بھی بہت زیادہ احترام کرتا ہوں اور ان کا معترف ہوں۔ ان کو بھی اپنی بچیوں کی طرح سمجھتا ہوں لیکن مجھے حیرت ہوئی کہ اس سارے سلسلے کے باوجود آج کیسے یہ سوال پیدا ہوا کہ مسلم لیگ (ن) کی دہشت گردی کے بارے میں کیا پالیسی ہے۔ ہم دہشت گردی کے مکمل خاتمے تک اس کے خلاف لڑنے کو تیار ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ صغریٰ امام صاحبہ۔

Senator Syeda Sughra Imam: Thank you Mr. Chairman. I would like to bring to your attention a point of order that the honourable Senator Shahi Syed sahib raised. This was regarding the voters list that we are all hearing about in the press that have been completed at the moment. Mr. Chairman, I would like to join my colleague in making suggestion for your consideration and for this House.

گزارش یہ ہے کہ یہ جو ووٹر لسٹ یا electoral rolls بن رہی ہیں، as you know sir and as we have all been informed by the media, they are going to be established according to the new CNICs. پاکستان میں پہلی مرتبہ experiment ہو رہا ہے کہ کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈ کے مطابق electoral rolls بننے جا رہی ہیں۔ جناب! یہ experiment نیا ہے، اچھا ہے اور انشاءاللہ، اس سے جمہوریت مضبوط اور مستحکم ہو گی لیکن اس میں چند سوالات اٹھتے ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ آپ کی اور اس ایوان کی توجہ ضروری ہے کہ ہم ان issues پر بھی اپنا view دیں۔ آپ نے کہا کہ انفرادی سطح پر ہم اس پر اعتراضات بھی کر سکتے ہیں اور سوالات بھی اٹھا سکتے ہیں

but sir, I think Parliament is the biggest stakeholder in the electoral process. Therefore, for us to engage with the Election Commission of Pakistan while they are undertaking this historic and unprecedented exercise, is necessary. I can share with you the reason for that. There is one such detail which I think is extremely important and I have raised this at different fora with NADRA and with the Election Commission of Pakistan and I have found no answers. This is why I believe that if Parliament engages with the Election Commission during this exercise, it would be very useful and very productive and it would strengthen the democratic process.

Sir, for your consideration, as you know, NADRA has been very proactive in issuing new CNICs and they have taken Pakistan's registration, according to NADRA, up to 90%. NADRA claims that almost 90% of all Pakistanis who are eligible or of voting age now have computerized national identity cards. Sir, for your consideration, there is one

question and as I said I have raised this with both the Election Commission and with NADRA, every year between a million and 1.5 million Pakistani pass away. Annually, there are over a million deaths in Pakistan which means since NADRA was constituted and CNICs were issued, nearly 15 million Pakistanis who were issued CNICs, ceased to exist. The difficulty is that these CNICs holders have their names on the electoral rolls. There are examples of that, the reason being that NADRA has no way of retrieving identity cards from people once they have died unless the deceased voluntarily decides to give up his CNIC.

Sir, in rural areas like mine, I belong to a rural district, there are a very few people when they pass away, their families will actually go to the NADRA office or go to a NADRA mobile van and surrender their computerized national identity card.

When I have interfaced with NADRA officials and I sought an answer for this very important issue, they say to me

پرانے زمانے میں، جنرل مشرف کے devolution plan سے پہلے ہر ضلع میں یونین کونسل کے سیکرٹری ہوتے تھے جو کہ ایک birth اور death رجسٹر رکھتے تھے۔ تمام deaths کا ریکارڈ ان کے پاس موجود ہوتا تھا اور اسی رجسٹر کے مطابق ووٹرز لسٹیں بنتے وقت district returning officers کے پاس ان کی verification ہوتی تھی لیکن جناب! اب وہ نظام تبدیل ہوچکا ہے۔ نئے نظام میں ابھی یہ lacuna موجود ہے۔

میری آپ سے یہ گزارش اور request ہوگی، میں شاہی سید صاحب کو join کروں گی انہوں نے ایک اور issue پر توجہ دلائی لیکن یہ بھی ایک بہت important issue ہے۔ 15 million potential voters on electoral rolls who may not be in the world today and these are the sort of issues that I think as an individual جیسا کہ آپ نے کہا کہ میں انفرادی طور پر الیکشن لڑتی ہوں NA-87 سے، میں اٹھالوں گی، جہاں سے آپ یا آپ کی فیملی الیکشن لڑتی ہے، آپ اٹھا لیں گے لیکن these are collective issues and these are issues in the national interest and since

we are all here to make the democratic process a more transparent, accountable and open one and a more fair and judicious process, I would join my colleague in requesting you to allow Parliament to formally interface with the Election Commission of Pakistan. I leave it for you to consider how you would choose to do that. We can constitute a special committee of Parliament. انتخابی فہرستیں بن رہی ہیں، ہوگا یہ کہ جب بن جائیں گی تو پھر آوازیں اٹھیں گی کہ ان میں یہ نقص ہے اور وہ نقص ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ سنہری موقع ہے۔

The process is under way. The Parliament of Pakistan, the people of Pakistan and the Government of Pakistan have demonstrated time and again that they believe in the democratic process and by choosing a bipartisan Chief Election Commissioner, I think we have taken a step absolutely in the right direction but there are many more steps that we need to take. We need to take them collectively.

So, I would request for your consideration that it is not an individual issue, it is a collective issue and if you would consider possibly constituting a committee which can invite both the Election Commission of Pakistan and NADRA to resolve many of these issues and for us to work with them to make the democratic process a better one. I thank you sir.

Mr. Chairman: Sughra Imam, you have got a point.

(To be followed by T12)

T12−321st July 2012 ER/4/Bhatti/ED: A. Rauf Khan 1:00 P.M.

Mr. Chairman: Sughra Imam *Sahiba*, you have got a point obviously

Although there is no local جن لوگوں کا انتقال ہو جاتا ہے تو ان کا record union councils کے پاس ہوتا ہے۔
I don't تو موجود ہوتا ہے۔ bodies system but the offices are still there and Secretary union council
know you have got a point that NADRA is to respond to it whether they have taken the

measure that they get in touch with union councils' offices? Did they get the register, their اس پر birth and death register was taken into consideration or not? You have got a point, let's have an opinion from the Leader of the Opposition and the Leader the Leader of the House وہ کیا کہتے ہیں۔ جی اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین! صغریٰ بی بی نے بڑے valid points اٹھائے ہیں، انہیں دو حصوں میں تقسیم کر لیں، ایک تو ماضی کو کیسے ٹھیک کرنا ہے؟ جیسے یہ فرما رہی ہیں کہ electoral rolls میں ان کے نام آجائیں گے اور I doubt کہ NADRA کا record updated ہوگا، for the simple reason کہ اس وقت جو ہمارا system ہے وہ اسے cater نہیں کر رہا اور future کے لیے ہمیں ابھی سے corrective measures لے لینے چاہییں اور وہ بہت simple ہیں کہ جہاں بھی death certificate issue ہوتا ہے کیونکہ لوگ death certificate ضرور لیتے ہیں، ایک تو وہ obviously اس کے بغیر دفن نہیں کر سکتے، پھر اس کی legal property, وراثت، خدانخواستہ جس کی بھی موت ہے تو اس کا death certificate لیا جاتا ہے۔ اگر اس میں یہ چیز obligatory کر دی جائے کہ death certificate issue کرتے وقت مرنے والے کا شناختی کارڈ نمبر اور اس کی کاپی ساتھ لگانی ہے اور انہیں obligate کر دیا جائے کہ انہوں نے یہ چیز NADRA کو interconnect کرنی ہے تو automatically ایک system evolve ہو سکتا ہے۔ حکومت نے یہ ایک simple فیصلہ کرنا ہے اور آئندہ کے لیے یہ مسئلہ ختم ہو سکتا ہے۔ ماضی کا جو stock taking ہے، اس کے لیے بیٹھ کر بات ہونی چاہیے اور اس کو دیکھنا چاہیے کہ ہم اسے کیسے ٹھیک کر سکتے ہیں۔ آگے کے لیے تو میرے پاس یہ بہت simplest solution ہے کہ death certificate میں شناختی کارڈ کا نمبر ہونا ضروری ہے اور جو بھی ورثاء ہوں گے وہ لائیں گے کیونکہ death certificate ان کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اس کی وراثت، زمین کی تقسیم، بینک اور کئی دنیاوی معاملات ہوتے ہیں، وہ شناختی کارڈ کی کاپی لائیں گے اور اس کی کاپی ساتھ attach ہو and the system should be such کہ فوتیدگی کی entry میں National Identity Card number should be connected automatically to NADRA اور اس کو information چلی جائے گی تو وہ system automatically میں remarks آجائیں گے کہ on such and such date

and card is supposed to be ceased for any future electoral ہے entry ہو گئی ہے اور یہ اس کی death roll. Thank you.

Mr. Chairman: Dar *Sahib*, we have to see the local government system, it's a devolution now,

تو یونین کونسل جو record maintain کرتی ہیں، obviously Local Bodies Ordinance میں provision ہوتی ہے کہ death کا register ہو گا اور پیدائش کا register ہو گا، that will be there and if you want to insert this thing then you will need to amend those rules and that law but that is بھی ہو تو that CNIC number I don't think that we could give any direction for the Local وفاقی سطح پر provincial subject also. Bodies Ordinance also. Secondly, to examine it جو صغریٰ امام صاحبہ نے کہا کہ تقریباً 15 million people جن کا انتقال ہو چکا ہے، ان کے نام وہاں ہیں، primarily NADRA کا کام to publish these lists تھا، that was rather an executing agency by the Election Commission of Pakistan, they were given this task to publish these lists, primarily, لسٹ تو الیکشن کمیشن نے بنانی ہے۔ So, this issue can be discussed in the Standing Committee on Interior because NADRA is under the M/O Interior and apart from that if you want some special committee to be constituted then we can have a discussion ہم آپ اور جہانگیر بدر صاحب سے بات کر لیتے ہیں، then we can come to a conclusion. جی صغریٰ امام صاحبہ۔

Senator Syeda Sughra Imam: Thank you very much. I just respond to what Dar *Sahib* has said and thank him for acknowledging the need for this.

جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ

as you know every province has different local government system. Currently, there is no uniform local government system at the moment and some provinces are still in the process of formulating their local government system namely, Sindh. There are different stakeholders involved, NADAR is one stakeholder, the Election Commission of Pakistan is

second stakeholder, the Provinces are the 3rd stakeholder and Parliament is the central stakeholder, therefore, I would request because I have been in the last three, being a member of the Standing Committee on Interior and

وہاں پر یہ سوال اٹھتا رہا لیکن چونکہ

Election Commission of Pakistan which is the key body in preparing the electoral rolls, because NADRA is a registration body as you have pointed out. NADRA is not preparing the electoral rolls, the electoral rolls are being prepared by the Election Commission of Pakistan based on NADRA's registration process. So, if the Leader of the House and the Leader of the Opposition would concur, of course with your support, I believe that because the stakeholders are wider and under the Rules of Procedure there is no Standing Committee which has a relationship with the Election Commission of Pakistan or has oversight of the Election Commission of Pakistan. Sir, my view is that a special Committee is to be constituted

کیونکہ یہ تو میں نے ایک issue اٹھایا، there are other issues which will come up during the electoral process کیونکہ الیکشن ہونے جا رہے ہیں اور ہم سب چاہتے ہیں کہ ہمارا جمہوری نظام بہتر اور مضبوط ہو۔ We would request that rather than you referring it to the Standing Committee on Interior which will be handicapped because they don't have that sort of relationship either with the provincial governments or with the Election Commission. I think a special committee to oversee all electoral issues can be constituted. Thank you.

Mr. Chairman: Sughra *Sahiba*, I would suggest that the Leader of the House and the Leader of the Opposition, you and the Law Minister, they can have a meeting and then they can suggest to the House that how can we proceed further?

Senator Syeda Sughra Imam: Sir, I would be happy to do that.

جناب چیئرمین: جہانگیر بدر صاحب! آپ، Leader of the Opposition, صغریٰ امام صاحبہ اور وزیر قانون اس پر میٹنگ کر لیں، give the suggestion to the House that how can we proceed? How can we ask the Election Commission and the NADRA to resolve these issues اور جو bottlenecks نظر آتی ہیں یا irritants in all these things اور اس پر legal issues بھی ہیں۔ Let's come to a conclusion and give suggestions to the House and we can proceed in that manner. Dar *Sahib*.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! آپ نے فرمایا کہ local government کا system صوبوں کے پاس چلا گیا ہے، ٹھیک ہے۔ It is a reform and reform ان کے onboard ہونے کے بغیر نہیں ہو سکتا کیونکہ all stakeholders must be on the same page and the same wavelength and it is doable. ہم نے یہاں کئی چیزیں کی ہیں جو devolve ہو گئی ہیں but then we call the Chief Secretaries and we talk to them مثلاً قیمتوں پر control کے لیے ہم نے جو mechanism بنایا وہ in place نہیں ہو سکا لیکن اس پر پورا کام ہو چکا تھا، سارے صوبے onboard تھے۔ اللہ تعالیٰ معاف کرے death ہر جگہ ہوتی ہے، ہر صوبے میں ہوتی ہے، local bodies system ابھی in place ہے یا نہیں ہے the system is on, all we need is a little reform کہ جناب آپ نے جو certificate issue کرنا ہے وہ نئے طریقے سے کریں تاکہ ہم مستقبل کے لیے یہ problem block کر دیں اور ماضی کے بارے میں ہم بیٹھ کر دیکھ لیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ کمیٹی کے اندر ہی ہو جائے بجائے اس کے کہ کوئی special committee بنائی جائے، I think it should not be having a TOR to oversight of Election Commission of Pakistan, that is a constitutional body, that will not be appropriate even کہ ہم یہ TOR کسی special committee کو بنا کر دیں، because Parliament is a central stakeholder with all due respect to Sughra *Sahiba*, we can't say that we will have an oversight of Election Commission of Pakistan. میرے خیال میں وزیر قانون صاحب بیٹھ جائیں، صغریٰ امام صاحبہ، میں اور جہانگیر بدر صاحب بیٹھ کر دیکھ لیتے ہیں۔

Mr. Chairman: So, what I suggested is that you come on this proposal. Mr. Zahid Khan *Sahib*.

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! کیونکہ voters list and NADRA کی بات ہو رہی ہے، میرا honourable Leader of the Opposition سے اختلاف ہے کہ اُس وقت جس وقت local bodies موجود تھیں، یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جو لوگ قتل ہوئے ہیں یا مر گئے ہیں تو ان کا death certificate ضرور لینا ہو گا۔ دیہاتوں میں یہ چیز نہ کبھی رہی ہے نہ کسی کو پتا ہے اور نہ کسی نے دیا ہے۔ یہ تب ممکن ہے اور آپ صحیح کہہ رہے ہیں کہ اگر یہ بیٹھ جائیں اور کمیٹی بن جائے اور پھر حکومت یہ چیز compulsory کرے کہ جو بھی موت واقع ہو، اس کا death certificate لیا جائے، otherwise کوئی record نہیں ہے، نہ پہلے تھا، جہاں پر آپ کے local bodies کے Secretaries بیٹھے ہوتے ہیں، نہ Secretary کسی کے پاس گیا ہے، نہ کوئی سیکرٹری کے پاس آیا ہے کہ اس سے death certificate مانگے یا وہاں register کرائے اور نہ birth certificate ایسے علاقے ہیں کہ آپ birth certificate کہاں سے لائیں گے، وہاں نہ کسی کے پاس birth certificate ہے، نہ کوئی دیتا ہے اور نہ کوئی لیتا ہے تو میرے خیال میں اس میں یہ ہونا ضروری ہے۔

جناب چیئرمین! دوسری چیز یہ کہ جناب سعید غنی صاحب اور شاہ صاحب نے بات کی تھی۔ ہم نے ایک resolution جمع کرائی ہوئی ہے اور وہ اسی بات پر ہے کہ ہمیں بتایا جائے، اس ایوان میں بحث کی جائے کہ آیا ہمارے اختیارات کیا ہیں یعنی پارلیمنٹ کے کیا اختیارات ہیں؟ Judiciary کے کیا اختیارات ہیں؟ ہم یہاں کیا کہہ سکتے ہیں اور کیا نہیں کہہ سکتے ہیں کیونکہ عجیب سی situation ہے کہ جو بھی پارٹی حکومت میں ہوتی ہے، میں شاہ صاحب سے بہت عزت اور احترام کے ساتھ عرض کروں گا کہ ہم نے 98-1997 میں ان سے سنا تھا کہ پارلیمنٹ بالادست ہے۔ اب یہ کہا جا رہا ہے کہ پارلیمنٹ نہیں ہے، آئین ہے یا عدلیہ ہے تو اس پر بحث ہونی چاہیے۔

(جاری--------T-13)

T13-31July2012 Ashraf/Ed. Mohsin Er.3 0110

زاہد خان صاحب جاری----

اب یہ کہا جا رہا ہے کہ پارلیمنٹ نہیں ہے، آئین ہے یا judiciary ہے تو اس پر debate ہونی چاہیے کہ آج اگر ہم یا coalition partners or government یہ کہہ رہے ہیں کہ پارلیمنٹ بالا دست ہے تو اس پر debate ہونی چاہیے کیونکہ ہمارے سب

Senators نے اس پر یہاں ایک Resolution جمع کرایا ہے اور ایک National Assembly میں جمع کرایا ہوا ہے تاکہ یہ جو روز روز کی بحث ہے اس پر کچھ فیصلہ ہو۔ ہم اس کو discuss بھی نہیں کر سکتے تو اس پر ایک ruling آنی چاہیے۔ اس کو لے آنا چاہیے تاکہ اس پر debate ہو اور اس کے بعد ممبران کو پتا چلے کہ ہمارے کیا اختیارات ہیں؟ بہت شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: زاہد خان صاحب! آپ نے جو Resolution دی ہے you want a ruling on that. Until and unless the resolution is moved in the House. جب تک وہ یہاں پر move نہیں ہوتا اور جب تک اس پر debate نہیں ہوتی تو

I can't give a ruling simply by writing a letter to me and asking a ruling on that, that is not appropriate. If you intend to have a ruling from the Chair, certainly you move that resolution and then there can be a debate from both sides. There can be a discussion and after that I can come to a conclusion then I can give my verdict or I can give my ruling. By simply giving a letter to the Secretary saying you give us a ruling that whether the Parliament is sovereign or the Supreme Court is sovereign or the Constitution is sovereign then that won't be workable, you know.

سینیٹر محمد زاہد خان: اس پر debate ہونی چاہیے اور اس کے بعد ruling ہونی چاہیے ہم تو debate چاہتے ہیں۔

Mr. Chairman: That would not be ruling of the Chairman of the Senate.

وہ میری personal opinion تو ہو سکتی ہے لیکن it can't be of the Chairman. آپ نے جو دیا ہے we can see that. اگر آپ Resolution لانا چاہتے ہیں then it should be properly moved under the rules. تو اس کے بعد آپ کریں۔ جی ظفر علی شاہ صاحب۔ سیکرٹری صاحب! You give your observation and give their letter جو انہوں نے لکھا ہے، ان کو آپ respond تو کریں نا۔ ٹھیک ہے آپ کو respond کرتے ہیں۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب نے درست کہا ہے، یہ کسی دن agenda پر لے آئیں تاکہ اس پر بحث ہو جائے۔

جناب چیئرمین: جی، جی، ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: بہت مہربانی جناب، میں آپ کی توجہ ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ڈار صاحب کو اس پر غور کرنا چاہیے after every 15 minutes there is a point of order from Zafar Ali Shah.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: اگر ایسی کوئی پابندی ہے تو مجھے بتا دیں۔

جناب چیئرمین: پابندی بھی نہیں لیکن سارا اختیار بھی تو نہیں ہے کہ سارے points of order آپ کے ہی ہوں۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: نہیں، اگر کوئی پابندی ہے تو بتا دیں، میں حاضر ہوں۔

جناب چیئرمین: پابندی نہیں ہے، ہاں پابندی ایک ہے صرف۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: کیا؟

جناب چیئرمین: اگر آپ point of order کے rules پڑھ لیں کہ when it can be raised.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: ہاں وہ پتا ہے جی۔

Mr. Chairman: But if you want to discuss things of public importance through a point of order that is a different thing to which I do not agree to.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: میں عرض کرتا ہوں کہ یہ سارے public importance پر ہی points of order ہو رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ practicing lawyer ہیں، جب آپ بات کریں تو certainly I feel کہ یہ آپ rule کے مطابق کریں گے۔ I believe that.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: انشاء اللہ، انشاء اللہ۔

جناب چیئرمین: لیکن کم از کم after every ten, thirteen minutes or fifteen minutes you stand on a point of order. تو اس کے بارے میں آپ rule دیکھ لیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جب آپ پڑھ لیں گے تو آپ کو خود سمجھ آجائے گی۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: بالکل، بالکل۔ جناب چیئرمین! سندھ میں مزارعوں اور ہاریوں کی ایک تنظیم ہے۔ اس تنظیم کے صدر جن کا نام غلام رسول سہتو ہے اور وہ پچھلے پینسٹھ دن سے تامرگ بھوک ہڑتال پر ہیں۔ تعلق ان کا ضلع خیر پور سے ہے، تعلق ان کا اس ضلع سے ہے جس سے جناب محترم چیف منسٹر، قائم علی شاہ صاحب کا تعلق ہے۔ ان کی بھوک ہڑتال اس مطالبہ پر ہے کہ ضلع خیر پور کی ستر ہزار ایکڑ اراضی تھور اور سیم کا شکار ہو گئی ہے اور اس محکمے کے متعلقہ ملازمین جن کی تعداد پانچ اور چھ ہزار کے قریب ہے وہ بغیر کسی کام کے، نکمے دفتروں میں بیٹھے ہوئے تنخواہیں لے رہے ہیں اور ادھر اس اراضی کا ستیا ناس ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے، چونکہ وہاں پر آپ کی دسترس ہے، چیف منسٹر تک بھی اور وہاں کی حکومت تک بھی۔ اس مسئلے میں دو اہم باتیں ہیں۔ ایک تو قیمتی جان کو خطرہ ہے، میں تو حیران ہوں کہ اس کی بھوک ہڑتال کو ساٹھ دن سے اوپر ہو گئے ہیں اور وہ ابھی زندہ کیسے ہیں اور وہ تادم مرگ ہڑتال ہے لیکن ابھی تک صوبائی حکومت اور لوکل انتظامیہ اس شخص تک نہیں پہنچی جو تامرگ بھوک ہڑتال پر ہے۔ میری جناب سے استدعا ہے کہ اس شخص کو مرنے سے بھی بچایا جائے اور ستر ہزار ایکڑ اراضی کو بھی جو سیم اور تھور کا شکار ہو چکی ہے۔ آپ کی طرف سے وہاں کی صوبائی حکومت کو یہ کہا جائے تا کہ اس کا وہ نوٹس لیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ، کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: Thank you جناب چیئرمین۔ یقیناً شاہ صاحب اپنی field کے بڑے expert ہیں اور اچھی بات کرتے ہیں اور ان کی بات سنی بھی جاتی ہے۔ میں بڑی lightly ایک چھوٹی سی بات کہوں گی۔ ایک دفعہ ہمارے علاقے میں ایک ڈاکٹر آیا تو وہاں لوگوں کا بڑا رش تھا اور ان کے پاس دنیا بھاگی جا رہی تھی۔ ہم بھی ایک مریض لے کر گئے جس کو مرض صرف اتنا تھا کہ اس کا گلا خراب تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے ان کو دیکھ کر ان کو دوائیاں، انجکشن اور سب کچھ دے دیا۔ ان سے پوچھا کہ بھئی اتنی چیزیں کیوں دی ہیں تو انہوں نے کہا کہ گلے کے لئے دوائی دی ہے کہ گلے کا انفیکشن معدے کی وجہ سے ہوتا ہے، معدے سے آپ کے گردے خراب ہو سکتے ہیں

یعنی ڈاکٹر صاحب نے one to all ایک ہی prescription میں سب دوائیں دے دیں۔ شاہ صاحب تو قانون کے ماہر ہیں اور وہ ہر بات کر سکتے ہیں لیکن ہمیں بھی بولنے کا موقع دیا کریں۔

جناب چیئرمین! میں کہنا چاہتی ہوں کہ رمضان کا مہینہ اور اس مہینے میں کفر کی حد تک مہنگائی ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ ہمارا یہ منافقانہ رویہ اور اس مبارک ماہ میں ہم جو یہ روزانہ نماز روزہ کرتے ہیں اس کی کیا حیثیت ہے۔ یہ میرے رب کو پتا ہے کہ کیا ہوگا۔ جناب! چار سو روپے کلو انگور ہیں یعنی دس روپے کا ایک دانہ۔ Sir, یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ جن لوگوں کو وہاں appoint کیا جاتا ہے، یہ کام President or Prime Minister نہیں کرتا بلکہ یہ ان لوگوں کی ڈیوٹیاں ہیں جن کو اس کام پر لگایا گیا ہے۔ Even آپ جمعہ بازار میں جا کر دیکھیں کہ چیزوں کی کیا کوالٹی ہے جیسے میری بہن نے شکایت کی ہے۔ یقین جانیں کہ وہ کھانے کے قابل نہیں ہیں۔ یہ کتنا مذاق اپنی قوم کے ساتھ کریں گے، کتنی بددعائیں ہم ان غریبوں کی لیں گے؟

جناب چیئرمین! ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ as a muslim اس رمضان میں ہماری کیا ڈیوٹی ہے۔ جو جس جگہ پر ہے، آپ اس جگہ پر بیٹھ کر اپنی ڈیوٹی کو صحیح طریقے سے انجام دے رہے ہیں اور میں اپنی جگہ پر یعنی ہر شخص کا اس میں فرض شامل ہے۔ اس قدر خود ساختہ مہنگائی، چار سو روپے درجن کیلے ہیں۔ ایک بچہ کیلا کھاتا ہے یا کسی مریض کو دیا جاتا ہے اور اس خود ساختہ مہنگائی کا یہ حال ہے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ اس مہنگائی کی وجہ سے نہ صرف ہم پر فرق پڑتا ہے بلکہ پنجاب جیسی جگہ پر جہاں بہت زیادہ اناج اگتا ہے وہاں پر بھی یہی عالم ہے۔ اس پر قابو پانے کے لیے بھی خدا کے واسطے کوئی طریقہ کار اپنایا جائے اور خاص طور پر وہ مہینہ جو رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے۔ جتنے منافق ہم ہوگئے ہیں شاید مجھے نہیں معلوم کہ ہماری نماز، روزہ کی اللہ کے نزدیک کیا حیثیت ہوگی، یہ وہی رب جانتا ہے۔

جناب چیئرمین: مختار دھامرا صاحب۔

سینیٹر مختیار احمد دھامرا: Thank you, Mr. Chairman. Sir میں confused ہوں اور مجھے اس ہاؤس میں رہنمائی چاہیے۔ میں آپ کے توسط سے خاص طور پر ظفر علی شاہ صاحب سے بھی یہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ یہاں ایک موقف یہ رکھا گیا کہ یہاں پر ججز پر بحث نہیں کی جاسکتی، اوکے۔ میں زاہد خان صاحب کی اس بات سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ اس پر debate ہونی چاہیے۔ جب تک debate ہو اور یہ بات clear ہو، میں نے پہلے بھی یہ بات کی تھی کہ جب ان پر یہ بات نہیں کی جاسکتی تو کیا ایک sitting justice during hearing کسی بھی بات پر پارلیمنٹ کے حوالے سے یہ remarks دے سکتا ہے کہ اپوزیشن فلاں بل پاس ہونے پر کیا کر رہی

تھی؟ کیا یہ اکسانے کے زمرے میں نہیں آتااور اس پر خود Leader of Opposition in National Assembly نے تشویش کا اظہار بھی کیا اور یہ ریکارڈ کی بات ہے۔میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کم ازکم یہ میری رہنمائی کریں کہ ایک طرف آپ خود ججز کے remarks پر تشویش کا اظہار بھی کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ خود یہ بھی کہتے ہیں کہ ان پر بات نہیں کی جاسکتی تو کونسی بات ٹھیک ہے یا صحیح ہے؟ یہ ذرا مجھے بتا دیں۔

جناب چیئرمین: جی ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! معزز رکن نے بڑا اچھااور میرا نام لے کر سوال کیا۔ یہ میں کسی کو exemption نہیں دیتا نہ پارلیمنٹ کو نہ ممبر کو نہ کسی اور کو۔پہلے میں اس بات کا جواب دے دوں کہ جہاں تک انہوں نے یہ کہا ہے کہ پارلیمنٹ کے بارے میں judges remarks دیتے ہیں یا کوئی observation دیتے ہیں اچھا یا برا، negative or positive تو constitution میں اگر کسی جگہ پر اس بات پر پابندی ہے تو اس کا حوالہ ضرور دے دیا جائے اور اس کا نوٹس لیا جائے اور اگر نہیں ہے، یہ majority میں ہیں۔ کوئی ایسا قانون لے آئیں یا آئین میں ترمیم کر دیں۔

جاری--------

T14−31JUL2012 FAZAL\Altaf 1:20 UR7

سینیٹر سید ظفر علی شاہ جاری ہے---- اور اگر نہیں ہے، majority میں ہیں، ایسا قانون لے آئیں، آئین میں ترمیم کر دیں اور اس میں Article لے آئیں کہ کوئی Constitutional court, ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ اس کا کوئی جج کسی وقت بھی during proceeding of any case کوئی remarks نہیں دے سکتا پارلیمنٹ کے بارے میں۔مجھے کیا اعتراض ہے۔

نمبر دو، جو میں نے بات کی ہے۔ میں نے اپنی طرف سے نہیں کی۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ کا آئین جو ہے Article 68 بڑی واضح طور پر آپ کو منع کرتا ہے کہ آپ عدلیہ اور عدلیہ کے جج کے conduct کے بارے میں کوئی بات نہیں کر سکتے۔اب یہ میں نے تو نہیں کیا ہے۔ اگر یہ بات بھی اچھی نہیں لگتی کسی جماعت کو، majority party کو تو وہ Constitution میں amendment کر لیں۔ Article 68 کو نکال دیں، اس میں میرا کیا جاتا ہے لیکن میں تو جناب کی توجہ Article 68 کی طرف دلا رہا تھا اور یہ پہلی بار نہیں ہوا۔

یہ بھی کہا گیا کہ اس پر بحث کی جائے۔ میں اس ہاؤس کی اور دیگر پارلیمنٹوں کے judgmentsآپ کے پاس لے آؤں گا اور اگر پھر بھی debate کرنا چاہیں تو بڑی خوشی سے کریں۔ ہمیں اس پر کیا اعتراض ہے۔ کل رکھ لیں اسی بات پر کہ پارلیمنٹ کے اختیارات کیا ہیں، Judiciary کے اختیارات کیا ہیں اور Constitution کی command کیا ہیں؟ اس پر بات کریں۔ جب مرضی ہو آپ کر لیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ صغریٰ امام صاحبہ۔

Senator Syeda Sughra Imam: Thank you Mr. Chairman. Mr. Chairman, I am sorry I am going to come back to my earlier point about NADRA and voters registration. Sir, just a point of clarification Leader of the Opposition stated that the Election Commission of Pakistan is a constitutional body and Parliament doesn't have oversight and I can understand that.

and I thank you for میرا مقصد صرف یہ تھا کہ اگر ہم ایک special committee constitute کرتے ہیں suggestion, a meeting which *insha ullah* the Leader of the House will convene with the Leader of the Opposition and myself and the Interior Minister. اس میں جناب! صرف ایک بات تھی۔ میں نے death certificates پر بات کی but there are many other issues which are also very very important and which will take a great deal of time and in which different stakeholders are involved. As you sir, know better than myself, a special committee may be constituted which can always determine its own terms of reference. So, oversight need not be far term of reference but interfacing may be. I will give you an other example sir, just میں اگر آپ کو ایک اور issue اسی حوالے سے point out کروں۔ مثلاً NADRA نے biometric finger printing صرف 2005 میں شروع کی تھی which means that about 40 million people were registered without biometric finger printing. اور وہ لوگ بھی electoral rolls میں موجود ہیں۔ So بہت سے issues ہیں اور بہت سے مسائل ہیں جو کہ سامنے آئیں

گے گا ہے بگا ہے اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ اگر ہم نے Interior Committee کو یہ کام دے دیا تو ان کے پاس پھر کاموں کے لئے وقت ہی نہیں رہے گا۔ So, this is why I would suggest کہ ایک special committee ہم بنالیں۔

جناب چیئرمین: آپ نے suggestions دی ہیں۔

Let the proposal come from both the sides, then we can examine that. Ahmed Hassan *Sahib*.

سینیٹر احمد حسن: شکریہ، جناب چیئرمین! شاید میری بات کی اہمیت تاخیر کی وجہ سے ختم ہو گئی ہے لیکن میں اسی بات کی طرف ایک محب وطن شہری کی حیثیت سے آپ کی توجہ اور ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا تھا جو صغریٰ امام صاحبہ نے اٹھائے ہیں۔ میں دونوں ادوار میں، پہلے بھی جو local government کا system تھا Chairman District Council رہا ہوں اور آخری دور میں جو مشرف کا نظامت والا سسٹم تھا اس میں بھی میں اپنے ضلع کا ناظم رہا ہوں۔ میں بیچ میں MNA اور MPA وغیرہ رہا ہوں لیکن دونوں حوالے سے میرا کافی تجربہ ہے۔ جو کچھ میں نے اس چیئرمینی کے دور کے بعد 25,30 سال گزرنے کے بعد نظامت کے دور میں محسوس کیا وہ انتظامیہ کی بے حسی ہے۔ انتظامیہ آج کل کچھ اس انداز سے کام چلارہی ہے جیسے وہ وقت گزارنے کے لیے آئے ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ کمشنر صاحب کے پاس میرے ضلع دیر کا DC گیا تھا اور اس نے اس سے پالیسی ہدایت لینی تھی تو کمشنر نے ہنس کر بتایا کہ دیکھیں ادھر کچھ ٹھیک کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ ورنہ اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال دو گے تو جیسے ضلع دیر ہے اسی طرح ہی رہنے دو۔ ان دنوں میں متحدہ ضلع تھا دیر بالا اور دیر پائیں۔ کمشنر صاحب نے مزید کہا کہ اس کو اسی حالت میں چھوڑ دو۔ اس کو اسی طرح چھوڑ دو گے تو آپ اس ضلع سے نکل سکو گے۔ میری درخواست یہ ہے کہ بات cold storages میں نہیں جانا چاہیے۔ اچھی منصوبہ بندی کے لیے death and birth کا جو رجسٹریشن ہے یہ بہت ضروری ہے۔ اس کے لیے جو بھی قانون سازی کی جائے یہ صوبائی حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ انتظامیہ سے وہ کام لیتے رہیں۔ اب پولیو کا جو مسئلہ بڑھتا جارہا ہے، کیوں بڑھتا جارہا ہے۔ یہ جو نظامت کا سسٹم ہوا ہے پولیو کے سلسلے میں DCOs level پر وہ احتیاط نہیں برتا جارہا ہے جو وہ کرتے تھے آمر کے دور میں۔ تو میری درخواست یہ ہے کہ یہ بہت اہمیت کا مسئلہ ہے، جس کی اہمیت کے بارے میں Leader of the Opposition نے بھی اس کی وضاحت کی ہے اور ہم سب بھی کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: طاہر مشہدی صاحب۔ This is the second last point of order now.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much Mr. Chairman.

جناب چیئرمین! میں آپ کی توسط سے اس House کی توجہ دلوانا چاہتا ہوں۔ جب ہم اخبارات پڑھتے ہیں تو ہم حیران و پریشان ہو جاتے ہیں اور یہ حکومت ہمیں حیران و پریشان کرتی ہے بغیر consultation with the coalition partners تو سب سے زیادہ ہمیں shock ہو جاتا ہے۔ کل میں نے جب اخبار کھولا تو KESC کی tariff کو 1.60 فی یونٹ بڑھا دیا گیا ہے۔ چلو، very good, excellent. مگر جب میں نے آگے پڑھا تو لکھا تھا کہ from 1st January to 30th March, for the months of January, February and March 2012 جو مہینے گزر گئے، Bills بھی لوگوں نے بھر دیے، سب کچھ ہو گیا، بجلی بھی نہیں ملی اور bills بھی لوگوں نے دے دیے۔ ان کو پیسوں کی ضرورت پڑی، KESC کے ڈائریکٹرز نے لندن یا امریکہ جانا تھا تو انہوں نے کہا کہ چلو back dated کر دیتے ہیں، تو کچھ ادھر سے مل جائے گا۔ نیچے لکھا ہے fuel adjustment charges. اب fuel adjustment charges آپ بڑھاتے اس وقت ہیں جب پٹرول کی قیمت بڑھے۔ جنوری، فروری اور مارچ میں حکومت پاکستان نے دو دفعہ پٹرولیم کی قیمت نیچے کی۔ World market میں Oil prices نیچے گئے۔ اتنے نیچے گئے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ بھی مجبور ہو گئی ہے اپنی پٹرول کی قیمت down کرنے کے لئے، پہلی دفعہ کچھ relief دیا ہماری عوام کو۔ اچھا ایک طرف پٹرول کی prices نیچے کر رہے ہیں دوسری طرف کیونکہ وہ بجلی تو ہوتی ہی نہیں ہے تو شاید واپڈا کے دفتر میں بھی یا PEPRA کے دفتر میں بھی وہ لوگ اندھیرے میں بیٹھے ہوتے ہیں تو اندھیرے میں ہی وہ کوئی orders لکھتے ہیں اور issue کرتے ہیں۔ تو انہوں نے issue کر دیا کہ 1.60 فی یونٹ back dated ہم کراچی کے عوام سے چھینیں گے۔ اس دور میں لیں گے جب بجلی کی 18 گھنٹے لوڈشیڈنگ رہی تھی۔ آدھے سے زیادہ کارخانے بند ہو گئے تھے۔ آدھے سے زیادہ سے دکانیں بند ہو گئیں۔ تو یہ بے وقوفیاں عوام کے ساتھ کب تک کریں گے۔

Mr. Chairman: Thank you. This was the last point of order.

سعید غنی صاحب! آپ نے پہلے بھی وقت لے لیا ہے۔ دھامرا صاحب بھی point of order کرنا چاہتے ہیں۔ We don't start debate on these points of order. آپ ایک بات کریں، پھر response آنا شروع ہو جائے۔ دیکھیں ناں، this is the 4th time you are asking for a point of order, let it be given to Dhamrah *Sahib* now.

(آگے ٹی 15 پر جاری ہے)

T15−31JUL2012 FAHEEM/ ED Mubashir 1:30 P.M. ER12

سینیٹر مختیار احمد دھامرا: شکریہ جناب چیئرمین۔ یہاں پر میرے point of order پر میرے معزز اور senior رکن ظفر علی شاہ صاحب نے Article کا حوالہ دیا۔ میں بھی انہیں Article 69 کا حوالہ دینا چاہ رہا ہوں۔ "Court not to inquire into proceedings of Majlis−e−Shoora (Parliament)". اور اس کا نمبر ایک ہے؛

(1) The validity of any proceedings in [Majlis−e−Shoora (Parliament)] shall not be called in question on the ground of any irregularity of procedure.

اس کے بعد اس میں ایک اور point ہے، اس لیے میں شاہ صاحب سے کہتا ہوں کہ اس پر بھی ذرا نظر ڈالیں اور اس کو بھی پڑھیں کہ آخر یہ بھی قانون کا حصہ ہے یا نہیں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں اس پر پہلے بھی کہا گیا ہے اور جیسے کہ زاہد خان صاحب نے بھی کہا ہے کہ اگر تو کوئی in proper form, in accordance with the Rules or provisions, کوئی issue آتا ہے تو then we can examine it. Let us not get into the discussion at this stage.

The House stands adjourned to meet again on Wednesday, the 1st of August, 2012 at 10:30 A.M.

(The House was then adjourned to meet again on Wednesday, the 1st of August, 2012 at 10:30 A.M.)